Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا

مصباح

احمدی خواتین کا
مذہبی علمی اور ادبی
ماہوار رسالہ

قادیان دارالامان سے ہر مہینہ کی پندرہ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱۴ | ایڈیٹر | نمبر ۶

محمد یعقوب مولوی فاضل

چندہ سالانہ دو روپے

بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۴۰ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مہر کے متعلق حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کا ایک اہم فیصلہ

ایک قضا کی اپیل میں جو بغرض فیصلہ آخر حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش ہوئی۔ ایک عورت کی طرف سے پانصد روپیہ مہر کا دعویٰ تھا۔ اور خاوند کی طرف سے یہ جواب تھا۔ کہ اس قدر رقم مہر اس کی حیثیت سے بہت زیادہ ہے۔ اس کو کم کیا جائے۔ اور جو بھی دلایا جائے۔ اس کی ادائیگی باقساط ہو۔ حضور نے اس کے متعلق حسب ذیل فیصلہ فرمایا:۔

"مطالبہ نمبر ۱ کے متعلق میری رائے یہی ہے کہ مدعا علیہ کی حیثیت پانصد روپیہ یکمشت ادا کرنے کی ہرگز نہیں۔ لیکن چونکہ شریعت کے منشاء کے خلاف ہماری جماعت کے بعض افراد بھی بڑے بڑے مہر باندھنے پر اصرار کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور جو شریعت کا منشاء ہے کہ مہر یکمشت اور عندالطلب ادا ہونا چاہیئے۔ اس صورت میں پورا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے بطور سزا کے مَیں یہ فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ اگر مدعیہ اپنے خاوند کے گھر میں آجائے۔ تو خاوند ایک ماہ کے اندر قادیان کے دفتر امور عامہ کی معرفت کل زرمہر مبلغ پانچ سو روپیہ اس کو ادا کرے۔ بصورت عدم تعمیل امور عامہ کو مناسب تعزیری کارروائی کرنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔ اس فیصلہ کی ایک نقل امور عامہ کو بھجوائی جائے۔"

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے منشاء کے مطابق یہ فیصلہ اس لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جماعت کے دوست نکاح کے موقعہ پر ایسی رقوم مہر میں مقرر نہ کیا کریں۔ جو خاوند کی حیثیت سے بڑھ کر ہوں۔ شادی کرنے والوں کو بھی نہیں چاہیئے۔ کہ اس وقت ایسی رقوم لکھ دیں۔ جن کی ادائیگی ان کی طاقت سے باہر ہو۔ رقم مہر کو خاوند کی آمد اور حالات سے مناسبت ہونی چاہیئے۔ اگر دوست اس بارہ میں احتیاط کریں۔ تو فریقین بہت سی مشکلات اور بدمزگیوں سے بچ سکتے ہیں +

(ملک) مولا بخش پیشکار حضرت امیرالمومنین عدالت مرافعہ ثانی

(ماخوذ از الفضل ۹ ماہ ہجرت ۱۳۱۹ ہش)

احمدیہ کیلنڈر

مہتمم صاحب محکمہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان نے شمسی ہجری سن کے مطابق سال ۱۹۴۰ء کا کیلنڈر تیار کرایا ہے۔ ان کیلنڈروں پر لوائے احمدیت کا عکس چھپوایا گیا ہے۔ بعض کیلنڈروں پر خدام الاحمدیہ کا علم بھی طبع ہوا ہے۔ یہ ایک نیا تحفہ ہے۔ جو دیکھنے میں بھی بہت خوبصورت ہے۔ چاہیئے کہ اپنے گھروں میں لٹکانے کے لئے اس کیلنڈر کو خرید لیا جائے۔

قیمت فی کیلنڈر صرف ۲؍ محصولڈاک ۱؍ ملنے کا پتہ مہتمم نشر و اشاعت یا مینیجر بک ڈپو قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کے سٹیج پر عورت کی اہمیّت

(از محترمہ امتہ الحفیظ بیگم صاحبہ شمیم آف برما)

کوئی ملک، کوئی قوم، کوئی مذہب، کوئی سوسائٹی، اور کوئی تہذیب عورت کی اہمیت سے انکار نہیں سکتی۔ جتنا جی چاہے غور کیجئے، سوچیئے۔ اور تدبر فرمائیے۔ اس کی اہمیت کا سلسلہ کہیں نہ ٹوٹیگا۔ ایک فطری لگاؤ ہے۔ جو ابتدائے آفرینش سے شروع ہوا۔ اور تاقیامت لازوال ہے۔ اسی لئے تو ہمارے محسن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عبادت اور خوشبو کے ہمراہ رکھا۔ لاریب! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بے حد نتیجہ خیز اور یقیناً رومان انگیز ہے۔

آپؐ نے بے شک فطرت کے اُن لطیف جذبات کو بے نقاب فرمایا ہے۔ جن سے کسی کو انکار نہیں۔ اور جس کی صداقت آجکل کی مضطرب دنیا کی لے دے میں زیادہ روشن نظر آسکتی ہے۔ عورت کے حقوق کی شیون وپکار، پیچ در پیچ مسائل اور پھر انکا عقدۂ لاینحل بن کر دستِ تاسف میں رہ جانا۔ اور اسی قسم کے دوسرے حالات اس امر پر دال ہیں۔ کہ تعصب سے کوئی کچھ کہے۔ مگر حقیقت یہی ہے۔ کہ یہ معاملہ ہے بڑا اہم۔ "حقوق نسواں" کی انجمنوں میں دنیا ہزار طرح سے الجھی۔ مگر کسی معقول فیصلہ پر نہ پہنچی۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ فیصلہ وہی مناسب، موزون، برحق تھا۔ اور "نسوانی حقوق" کی پوزیشن وہی درست تھی جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عورتوں کے محسنِ اعظمؐ نے مقرر فرمادی۔ اب ان کو کوئی اس سے بہتر حقوق کیا دے گا؟ اور اب کوئی کیا ان کی وقعت قائم کریگا۔ اکثر اہل الرائے نے عورت کو فضول بھی قرار دیا ہے۔ اس کی ہستی کو پُرفتن ٹھہراکر بے حد کم نگاہی بھی اختیار کرلی ہے۔ مگر اس طرح انہوں نے نیچر کی اس فیاضی کو جو انہیں "صنف قوی" کی صورت میں عطا ہوئی تھی۔ بہت برا استعمال کیا ہے۔ یقیناً انہوں نے اس کے متعلق رائے قائم کرنے میں جلدبازی کی ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ قدرت کے اس "شاہکار" پر ان کی نگاہیں یوں خار کھاتیں۔ اگر کسی ضمن میں عورت کی ہستی بری ثابت ہوئی تھی۔ تو اس کے اسباب معلوم کئے ہوتے۔ نہ کہ سرے سے اس کی تخلیق ہی کو برا قرار دے دیا جاتا۔

اس میں کیا شک ہے کہ ہر دو چیزیں مل کر ایک تیسرا رنگ پیدا کیا کرتی ہیں۔ اگر ان دو چیزوں کو سلیقہ، ہنر اور قاعدے کے ساتھ ملایا جائے۔ تو تیسری منفعت بخش چیز بن سکے گی۔ لیکن اس کے برعکس ہو۔ تو ظاہر کہ بیکار ہوگی۔ بلکہ ضرر رساں بھی ہوسکتی ہے۔ اسی اصل کے ماتحت عورت مرد میں بھی اچھائی بُرائی پیدا ہوگی نہ ان کی تخلیق کی وجہ سے۔ اسی اصول پر تدبر رکھنے والے۔ خدا شناس انسانوں نے عورت کی قدر قائم کی ہے اور فطرت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس عطیئے کو نگاہِ احترام سے دیکھا ہے۔ ہاں!! یقیناً پاکبازوں نے عورت کو اچھی وقعت دی ہے۔ مگر خود ساختہ دانا جنہوں نے اپنے پیدا کرنیوالے کی عظمت ہی کو نہ پہچانا۔ باوجود اس کے بیکراں اکراموں کے۔ اپنے ساختہ فلسفے میں ہی الجھے رہے۔ اپنی تخلیق پر نگاہ نہ کی۔ کہ ہم کس بے حیثیتی سے . . . . اس رفیع شان کو پہنچے ہیں۔ اور ہمیں اس درجہ تک پہنچانے والی وہی تو ہستی ہے جس کی عظمت کے ہم قائل نہیں۔ وہ اس کے احسانوں کے منکر رہ کر اپنی ہستی کو پامال کر دینے کا موجب بن جاتے ہیں۔ مگر اس وراء الوراء ہستی کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ ایسے انسان بھلا عورت کی خدمات کو کہاں خاطر میں لا سکتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر عورت کی طرف کم نگاہی کریں یا اس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش میں اس کو رائگاں ہستی کہدیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لئے کہ ان کے فلسفے نے تو اپنے خالق کی قدرتوں کو بھی اس نظر سے نہ دیکھا جس سے دیکھنا چاہیئے تھا۔ تو عورت کو کیا سمجھتے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی نگاہیں بھی عورت کی کم وقعتی کے لئے وقف ہوگئی ہیں۔ جو سمجھدار اور بزرگ مانے گئے ہیں۔

یہ واقعی افسوسناک بات ہے کہ ہمارے مرد اپنی پوری طاقت سے اپنے ہر پہلو کو اچھا بلکہ بہت اچھا بنانے کی کوشش کریں۔ قربانیوں سے ایثار جان و مال سے سرگرم ہوں اچھا بننے کیلئے مگر رسول کے حکم "خیرکم خیرکم لاھلہ" کی طرف معمولی توجہ بھی نہ دیں خواہ یہ پہلو کمزور ہوتے ہوتے کتنا ہی خراب ہوتا جائے؟ جب الٰہی فیصلہ ہی یہ ٹھہرے کہ لاکھ اور کروڑ اچھے بنو مگر اسوقت تک پورے اچھے نہ بن سکو گے جبتک۔ اپنے خانگی پہلو کو اچھا نہ بناؤ گے۔ تو پھر تعجب ہے ادھر پوری توجہ کیوں نہیں دی جاتی؟؟

سوتیلی ماں

سلمٰی کی ماں کو دنیا سے سدھارے ہوئے آج تقریباً ایک سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ وہ بچپن سے ہی زود رنج اور حساس تھی۔ اس پر ماں کی موت نے اس کے مزاج کو چڑچڑا بنا دیا تھا۔ اس کے تین بہن بھائی یکے بعد دیگرے موت کی آغوش میں عالم شیر خوارگی ہی میں ماں کی گود کو خالی کرتے گئے۔ اس لئے طبعاً ماں کو اس سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ لاڈ پیار نے اس کو قدرے مغرور و سرکش بنا دیا تھا۔

تیرہ چودہ سال کی عمر کی بساط ہی کیا ہے لیکن ماں کی وفات کے بعد وہ بہت سمجھدار نظر آنے لگی۔ اس نے اپنے دو چھوٹے بھائیوں احمد و منصور کی بہت اچھی طرح نگہداشت کی۔ انکی ہر خواہش کو اپنی خواہش پر قربان کیا۔ گھر کا انتظام بھی اپنی سمجھ کے مطابق چلایا۔ لیکن ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سکول کی تعلیم میں بے پرواہی برتنے لگی۔ چنانچہ سہ ماہی امتحان میں وہ کسی مضمون میں کامیاب نہ ہو سکی۔ حامد خان جو کہ خود بھی ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے تعلیم نسواں کے حامی ہونے کی وجہ سے ان کی یہ بہت خواہش تھی۔ کہ ان کی لڑکی بھی تعلیم کے میدان میں سبقت لیتی ہوئی نظر آئے۔ سلمٰی کے تعلیمی نتیجہ کو دیکھ کر انہوں نے دوسری شادی کا ارادہ کیا۔ اور پھر ویسے بھی وہ آئے دن نوکروں کی کل کل سے تنگ آ گئے تھے۔ آج دس روپے کا نوٹ غائب ہے تو کل سلمٰی کی انگوٹھی کا پتہ نہیں۔ یہ اور اسی قسم کی اور وجوہ نے حامد خان کو مجبور کیا کہ وہ دوسری شادی کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صحن کے ایک طرف چارپائی پر بیٹھی ہوئی سلمیٰ دوپٹہ کاڑھ رہی ہے۔ پاس ہی خالہ اور پھوپھی بیٹھی ہیں۔ جو آج ان سے ملنے آئی تھیں۔ احمد و منصور کھیل میں ایکدوسرے کو پکڑ رہے ہیں۔ ان کے شور سے تنگ آکر سلمیٰ نے کہا۔ "ان بچوں نے کیا شور مچا رکھا ہے۔ کھیلنا بس بھی نہیں کرتے" یہ سُنکر پھوپھی نے کہا "کیوں روکتی ہو بیٹی؟ اب ان کے کھیلنے کے دن گئے۔ سوتیلی ماں بھلا کاہے کو کھیلنے دیگی"۔ خالہ ایک آہ بھر کر بولی "سچ ہے۔ اب یہ پھول سے بچے کملا کر رہ جائیں گے۔ آج اگر آپا زندہ ہوتی۔ تو . . . . ." خالہ کی آواز بھرّا گئی۔ اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی۔ سوتیلی ماں کا خیال آتے ہی سلمیٰ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ خالہ اور پھپھی بجائے دلاسا دینے کے اس کے زخموں پر اور نمک چھڑکتی رہیں۔ اور سوتیلی ماں کو ایسے رنگ میں اس کے سامنے پیش کرتی رہیں کہ گویا وہ ڈائن ہے جو آتے ہی ان بچوں کو کھا جائے گی۔ ان باتوں کو سُنکر سلمیٰ بن دیکھے سوتیلی ماں سے نفرت کرنے لگی۔

رضیہ نے اس گھر میں قدم رکھنے سے قبل ہی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ کہ مجھے بیاہ کے بعد نہ صرف شوہر کے احساسات کا خیال رکھنا ہے۔ بلکہ تین بن ماں کے بچوں کی بھی دلداری اور پرورش بھی اس کے ذمہ ہے۔ وہ طبعاً رحم دل تھی۔ اور اسپر اسلامی تعلیم نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا تھا۔ اُس نے آتے ہی بچوں سے محبت کرنی شروع کی۔ احمدؐ و منصور بچے ہی تو تھے۔ جب رضیہ نے شفقتِ مادرانہ سا سلوک کیا۔ تو چند دنوں ہی میں وہ اسے ماں سمجھنے لگے۔ لیکن سلمیٰ سمجھدار تھی خالہ اور پھوپھی نے کچھ ایسے کان بھرے تھے۔ کہ رضیہ کی شفقت اسے ناگوار گذرتی۔ جب بچے رضیہ کی گود میں جاتے یا اُس سے کھیلتے تو اُسے بُرا محسوس ہوتا۔ وہ حتی الوسع اس بات کی کوشش کرتی۔ کہ بچے رضیہ کے قریب نہ جائیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا۔

"ان پودوں کو تو اب پھول نہیں لگتے۔ بہتر ہے کہ ان کو اکھاڑ کر نئے لگائے جائیں"۔ رضیہ نے سلمیٰ سے کہا۔ یہ پودے سلمیٰ کی ماں نے لگائے تھے۔ اس کی وفات کے بعد ان کی دیکھ بھال کسی نے کیا کرنی تھی۔ چنانچہ اب وہ اس قابل تھے کہ ان کو اکھاڑ دیا جائے۔ لیکن بہرحال یہ سلمیٰ کی ماں کے ہاتھ کے لگائے ہوئے تھے۔ اسلئے اُسے یہ بات اچھی نہ لگی۔ دل میں بُرا مناتے ہوئے اُسنے رضیہ کو ان کے اکھیڑنے سے روکنا چاہا۔ لیکن پھولوں کے شوق میں رضیہ نے اس رائے سے اتفاق نہ کرتے ہوئے نئے خوبصورت پودے وہاں لگوا دیئے۔ سلمیٰ نے شکایت کے رنگ میں حامد خان سے کہا کہ "امّی کے لگائے ہوئے پودے انہوں نے اکھیڑ دیئے ہیں"۔ "کوئی حرج نہیں"۔ حامد خاں نے جواب دیا۔ "دیکھو تو یہ پھول کس قدر خوبصورت ہیں۔ انکو تو کبھی پھول لگے ہی نہ تھے"۔ اس جواب کو سُنکر سلمیٰ کے دل میں باپ کے خلاف بھی ایک جذبہ آہستہ آہستہ اُبھرنے لگا۔ پھوپھی اور خالہ اب اکثر آتیں۔ ان کی گفتگو کا موضوع ہی سلمیٰ سے یہ ہوتا تھا۔ کہ رضیہ تم سے کیسا سلوک کرتی ہے۔ اور پھر اس کے ہر سلوک پر نکتہ چینی کرتیں۔

زہرہ کے پیدا ہونے پر احمد و منصور کو بہت خوشی ہوئی۔ وہ کبھی اس کے ننھے ننھے ہاتھوں کو دیکھنے اور کبھی

اس کی مُسکراہٹ پر تعجب کرتے۔ منصور کو تو اس سے اتنی محبت ہوگئی کہ ہر وقت اس کے گرد منڈلاتا رہنا۔ یہ ایک فطری امر تھا کہ رضیہ دوسرے بچوں کے مقابل میں اس سے زیادہ محبت کرتی۔ وہ نت نئے اس کے کپڑے سیتی۔ اس کے لئے راتوں کو بیدار ہوتی۔ لیکن سلمیٰ کو اس سے نفرت تھی۔ بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ زہرہ سے انس کرتی جسکی ماں اس کی سوتیلی ماں تھی ؛

اپریل کا آغاز تھا۔ طالب علموں کا کٹھن مہینہ امتحانات کی مشکلات کو طے کر چکا تھا۔ قسمت کی بات ہے۔ کہ سلمیٰ اپنے امتحان میں کامیاب نہ ہوسکی۔ وہ ریاضی میں کمزور تھی یا تاریخ جغرافیہ سے اُسے شغف نہ تھا۔ یہ ایک علیحدہ بات تھی۔ لیکن خالہ اور پھوپھی نے اس سے اور ہی نتیجہ نکالا۔ خالہ بولی "بھلا یہ پاس کس طرح ہوتی کبھی یہ کر کبھی وہ کر۔ سارا دن تو وہ باورچی خانہ کا کام کرتی ہے"۔ پھوپھی کا ریمارک یہ تھا کہ "سارا وقت تو اسکا بھائیوں کے سنبھالنے میں گذر جاتا ہے۔ وہ نہ ان کا خیال رکھے تو اور کون رکھے۔ رضیہ کو تو اپنی لڑکی سے ہی فرصت نہیں" ؛

عصر کا وقت تھا۔ آج سکول میں ایک ماسٹر کی تبدیلی کی وجہ سے اس کے اعزاز میں پارٹی تھی۔ اس لئے حامد خاں جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ بوٹ کے تسمے باندھ رہے تھے کہ خالہ اور پھوپھی اس کے کمرے میں آئیں۔ حامد خاں کچھ گھبرا سے گئے۔ لیکن پھوپھی بولی "سلمیٰ کے فیل ہونے کا تمنے سُنا ہوگا"۔ "ہاں مجھے اس کا بہت افسوس ہے"۔ حامد خاں نے کوٹ پہنتے ہوئے کہا۔ "وہ حساب میں کمزور ہے۔ خیر اگلے سال پاس ہو جائیگی"۔

"اُسے ہے یہ حساب تو الگ رہا"۔ خالہ بولی۔ "بیچاری کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ پڑھ سکے"۔ "کیوں فرصت کیوں نہیں"۔ حامد خاں نے تعجب سے کہا۔ اسپر خالہ اور پھوپھی نے جتنا اُن سے ہو سکا رضیہ کی چغلیاں کیں۔ اس کے ہر سلوک کو بُرائی کے رنگ میں بیان کیا۔ حامد خاں خاموشی سے سُنتے رہے۔ دل میں سوچا کہ واقعی مجھ سے بہت کوتاہی ہوئی۔ کبھی میں نے بچوں کا خیال بھی نہیں کیا۔ اچھا اب انتظام کریں گے ؛

رضیہ اور حامد خاں کے تعلقات اب دن بدن کشیدہ ہوتے گئے۔ خالہ اور پھوپھی اب اکثر آتیں۔ اور حامد خاں کے کان بھرتیں۔ آخر تنگ آکر انہوں نے رضیہ سے بولنا ہی ترک کر دیا۔ زہرہ بھی پدرانہ محبت سے محروم تھی۔ اور اب آہستہ آہستہ رضیہ کی شفقت بھی جو اس کو بچوں سے تھی۔ معدوم ہونے لگی۔ بھلا یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ زہرہ جیسا سلوک اپنے سوتیلے بچوں سے کرتی۔ جبکہ حامد خاں باپ ہوتے ہوئے سب بچوں سے یکساں سلوک نہ کرتے تھے ؛

چند ہفتے اسی حالت میں گذر گئے۔ ایک دن رضیہ زہرہ کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔ گذشتہ واقعات اس کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے تھے۔ کہ کس طرح اس نے سوتیلے بچوں سے شفقت کی۔ اور اب کس طرح اسکو اس کا صلہ مل رہا ہے۔ خیالات کی رَو میں وہ کہیں سے کہیں پہنچ گئی۔ یکایک اس نے زہرہ کی پیشانی کو چوما۔ اور کہا۔ "میں زہرہ کی شادی کبھی ایسے مرد سے نہ کرونگی جس کے پہلے بچے ہوں"۔

(محمودہ ثروت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شہزادی زیب النساء

یہ عالی دماغ اور روشن خیال شہزادی شہنشاہ اورنگ زیب کی سب سے بڑی صاحبزادی تھی۔ ۱۰ شوال ۱۰۴۸ھ کو پیدا ہو کر ۱۱۱۳ھ میں وفات پائی۔ شہزادی شروع سے ہی نہایت حسین، فہیم اور ذکی تھی۔ اس لئے اورنگ زیب شہزادی کو بہت چاہتے تھے۔ بے انتہا ذہین ہونے کی وجہ سے شہزادی نے آٹھ سال کی عمر میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔

قرآن مجید ختم کرنے کے بعد علوم ظاہری کی طرف توجہ دی گئی۔ شہنشاہ نے ملّا سعید اشرف بن مصالح کو شہزادی کا اتالیق مقرر فرمایا۔ شہزادی کی آواز میں قدرت نے اسقدر لوچ رکھا تھا۔ کہ جب وہ قرآن مجید پڑھتی تو سامعین کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو جاتے۔ شہزادی شاعرہ بھی تھی۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت اچھے شعر کہتی۔ خوش قسمتی سے شہزادی کا اتالیق بھی ایسا شخص مقرر کیا گیا جو یکتائے روزگار تھا۔ کہتے ہیں کہ ملا سعید اشرف نے پہلے سے کہدیا تھا کہ شہزادی ایک بے مثال شاعرہ ہوگی۔ اس بات کا پتہ شہزادی کو بھی چل گیا۔ اور اس کا اثر یہ ہؤا کہ شہزادی نے باقاعدہ شعر کہنے شروع کر دیئے۔ گو اورنگ زیب شعر گوئی کو پسند نہ کرتے تھے۔ لیکن شہزادی کی محبت نے ان کے اس تنفر کو دبائے رکھا۔

ایک دن ملّائے موصوف نے شہزادی کے چند شعر دیکھ پائے۔ طبیعت کی لطافت اور کلام کی شیرینی سے متاثر ہو کر باقاعدہ شعر گوئی کی اجازت دے دی۔ اور حضور شہنشاہ میں کسی لائق شاعر کے استاد رکھے جانیکی درخواست بھیجی۔ جسے شرف اجابت حاصل ہؤا۔

ایک انگریز مؤرخ ڈاکٹر برنیر نے شہزادی کا حلیہ یوں بیان کیا ہے کہ ”قد لمبا، ہاتھ پاؤں درمیانے۔ بدن دُبلا اور نازک، چہرہ گول، رنگت صاف۔ رخسار کے بائیں طرف کان کے قریب دو تل۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی۔ سر کے بال لمبے۔ دانت اور ہونٹ پتلے۔“ شہزادی کی طبیعت میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بچپن کے سوا شہزادی نے کبھی ریشمی اور رنگین لباس زیب تن نہ کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ سفید اور سادہ کپڑے پہنتی۔ مسی اور سرمے کا استعمال بہت کم کرتی تھی۔ لباس عموماً ایرانی وضع کا ہوتا تھا۔ گلے میں ایک قیمتی موتیوں کی مالا رہتی تھی۔ اور کانوں میں جواہر کے کرن پھول۔ یہ تھا ہندوستان کے ایک اولوالعزم شہنشاہ کی چہیتی بیٹی کا زیور۔

شہزادی صد درجہ حلیم۔ رحیم اور بردبار تھی۔ غصہ کے وقت بھی اس کے چہرے پر سے اطمینان کے آثار ہویدا ہوتے تھے۔ کہتے ہیں۔ کہ اسے کبھی بھی کسی نے چیں بجبیں نہیں دیکھا۔ عفو اس کا گہوارہ تھا۔ اس کے ہمعصر شعراء بعض اوقات اس پر گستاخانہ چوٹیں لگا جاتے۔ مگر وہ پرواہ نہ کرتی تھی۔ فی البدیہہ شعر کہنے میں اسے ایک خاص ملکہ حاصل تھا

تضمین میں بھی یدطولیٰ حاصل تھا۔ ایک دفعہ شہنشاہ اورنگ زیب نے یہ مصرع کہا۔ ع

دلیراں را دلیری بعد مردن بیشتہ باشد

شہزادی نے شعر کو یوں مکمل کیا:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ چشم گرگ شیر افگن پس از مردن پسر باشد

پھر ایک دفعہ یہ طرح ہوئی۔ ع

صبا را شرم مے آید بروئے گل نگہ کردن

شہزادی نے دوسرا مصرع موزون کیا۔ ع

کہ رخت غنچہ را وا کردنتوانست نہ کردن

شہزادی نے ساری عمر کنوارے پن میں گذاری۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ اورنگ زیب نے اس کی سگائی بچپن سے ہی دارا شکوہ کے لڑکے سلیمان شکوہ سے کردی تھی۔ لیکن چونکہ شاہجہاں کے بیمار ہونے پر ۱۶۵۷ء میں وہ اورنگ زیب کے خلاف لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ اس لئے بعض سیاسی مصلحتوں کی بناء پر اسے قتل کردیا گیا۔ یہ بات شہزادی کو شاق گذری اور اس نے تمام عمر کنوارا رہنا پسند کیا۔ مگر یہ نہایت ہی رنج کا مقام ہے کہ شہزادی کے اعلیٰ اخلاق بے مثال اوصاف اور دین کی پوری طرح پابند ہونے کے باوجود کوتاہ بین مؤرخین بلکہ افسانہ تراشوں نے شہزادی کے کیریکٹر پر عاقل خان سے معاشقہ کرنے کا فرضی دھبہ لگادیا ہے۔ حالانکہ معتبر تاریخی شہادتوں سے زیب النساء نہایت پاکباز۔ نیک خصلت اور اعلیٰ اخلاق کی مالک ثابت ہوتی ہے زیب النساء کا ذیل کا شعر یہ بتاتا ہے کہ اس نے خود بھی اپنے متعلق ان باتوں کو سن پایا ہوگا۔ اور اس کی تردید کی ؎

قسم بکعبۂ حاجات احمدؐ مرسل

کہ پاکبازئی من باعث گناہ من است

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ شہزادی ۱۱۱۳ھ ہجری میں فوت ہوئی۔ اور اپنی وصیت کے مطابق لاہور میں دفن کی گئی۔ کسی نے کیا خوب تاریخ وفات لکھی ہے۔ ؎

آہ زیب النساء بحکم قضاء ناگہاں از نگاہ مخفی شد

منبع علم و فضل و حسن و جمال ہمچو یوسف بچاہ مخفی شد

سال تاریخ آخرد جستم گفت ہاتف کہ ماہ مخفی شد

واضح ہو کہ شہزادی کا تخلص بھی مخفی تھا۔ آج کل کا بازاری دیوان مخفی مکمل نہ ہونے کے سبب اس کے کلام کی پوری ترجمانی نہیں کرسکتا۔

شہزادی کا مزار جو کسی زمانے میں اپنی خوبصورتی، اور نفاست میں تاج محل سے دوسرے درجے پر تھا۔ آج تاریخ ہند کے ورق الٹتے ہی اس قدر خستہ حالت میں ہے کہ ہر وقت وہاں خاک اڑتی پڑی رہتی ہے۔ کیا یہی آخری آرام گاہ ہے اس شہنشاہ کی چہیتی بیٹی کی جس کے نام سے سارا ہندوستان کانپتا تھا۔ کیا اسی جگہ شہزادی سورہی ہے۔ ہاں وہ شہزادی جو حسن و جمال اور عقل و خرد میں فرد تھی۔ جسکے اشعار اب بھی مردہ روحوں میں زندگی پیدا کردیتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

شہزادی نہایت کفایت شعار اور فیاض تھی۔ ہزاروں مسکین اس کے خرچ پر پلتے تھے۔ اس نے کشمیر میں ایک عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا تھا۔ لیکن نیرنگ زمانہ نے اسے بھی قائم نہ رہنے دیا۔

غرضیکہ شہزادی ایک باکمال عورت تھی۔ شاعری میں اس نے شہرت کے آسمان پر آفتاب کی جگہ پائی۔ بے جا نہ ہوگا اگر ہم اس کو نہ صرف خاندان مغلیہ کی بلکہ اپنی مادر وطن کی بہترین شاعرہ تسلیم کریں۔ اس کے علمی کارنامے اس قابل ہیں کہ سنہری حروف سے لکھے جائیں۔ اسکی زندگی اس حقیقت پر دلالت کرتی ہے کہ آج سے تین سو سال قبل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستورات کو نہ صرف تعلیم دینا عیب نہ تھا۔ بلکہ ان کو اتنی اعلیٰ تعلیم و تربیت دیجاتی تھی۔ کہ وہ مَردوں سے پیش پیش نظر آتی تھیں۔ شہزادی کی زندگی ہماری بہنوں کیلئے بہترین مشعل ہدایت بن سکتی ہے۔ اور مردوں کے اس غلط نظریئے کا ابطال بھی کرتی ہے۔ کہ عورتوں کے لئے مَردوں کی برابری کرنا ناممکن ہے۔

زیب النساء کے نام کو دوام حاصل ہے۔ کیونکہ وہ ہمارے ملک کی حقیقی دختر تھی۔

(خاکسار ظفر فیاض احمد گلگت ہاؤس قادیان)

بُرہانِ مبین

ملک عرب صدیوں سے بت پرستی کا مرکز بنا ہُوا تھا۔ پشتہا پشت کی بت پرستی عربوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی تھی۔ ان کا ایمان جو کچھ تھا۔ بت ہی تھے۔ وہ اپنی دنیا و آخرت کی بھلائی صرف بتوں کی پرستش پر منحصر سمجھتے تھے۔ ایسی حالت میں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بتوں کی مخالفت میں آواز بلند کرتے ہیں اور بت پرستی کو سب سے بڑا جرم قرار دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرز عمل سے عرب میں ایک ہلچل پڑ گئی۔ اور اس صدائے حق کے دبانے کے لئے طرح طرح کی کوششیں عمل میں لائی گئیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں عرب کا معمر مقتدر رئیس عتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اور آپ سے نہایت محبت کے ساتھ کہنے لگا کہ دیکھو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھے تم اپنا راز بتا دو۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ اس سے تمہارا کیا مقصود ہے۔ اگر دولت درکار ہے تو میرا ذمہ اتنا روپیہ پیسہ جمع کر دیتا ہوں کہ عرب میں کسی کے پاس نہ نکلے گا۔ کیا حکومت کو دل چاہتا ہے۔ میرا ذمہ ہے کہ سارا عرب تمہیں اپنا بادشاہ بنا لے گا۔ کیا کسی مہ جبین عورت کی تلاش ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں۔ کہ ملک بھر میں جو سب سے زیادہ حسین و نازنین ہوگی۔ اُسے تمہارے لئے مہیا کر دُوں گا۔ کیا تمہارے دماغ میں کچھ خلل ہے۔ مَیں تیار ہوں کہ تمہارا علاج پورے غور و توجہ سے کرایا جائے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے تو ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تم میرے متعلق غور کرتے ہو۔ لیکن خود اپنی حالتوں پر اور اپنے پیدا کرنے والے خالق کے احسانات پر ذرا غور نہیں کرتے۔ اور اس بدترین انجام سے نہیں ڈرتے جو تمہارے کفر کی وجہ سے ہونیوالا ہے۔

اس سوال و جواب پر غور کرو۔ اور دیکھو کہ کس طرح دولت و حکومت اور عیش و آرام کے سامان آپ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر آپ اُن سب کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ ایک واقعہ ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد دولت و حکومت اور عیش و آرام حاصل کرنا ہرگز نہیں تھا۔

(خاتون بیگم اہلیہ شیخ محمد حسین صاحب صدیقی محلہ دارالفضل قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاتم

زمانہ گذشتہ میں عرب کا ایک شہزادہ حاتم نامی اپنی سچائی و سخاوت کی بدولت بہت مشہور تھا۔ عرب کے بادشاہ نیوفل کو اس کے ان پسندیدہ افعال پر حسد پیدا ہو گیا۔ نیوفل اپنا تمام لاؤ لشکر لے کر اس کے خلاف جنگ کیلئے نکل کھڑا ہوا۔ حاتم ایک خدارسیدہ انسان تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اگر مَیں بھی اپنا لاؤ لشکر لے کر اس کے خلاف نکلوں اور جنگ کروں تو اس کا نتیجہ کیا نکلیگا؟ یہی ہو گا کہ بہت سے غریب لوگوں کے گھر برباد ہو جائیں گے۔ خواہ مخواہ ان کی جانیں ضائع ہو جائیں گی۔ کیا ان کی جانیں گنوا کر مَیں خوش ہونگا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ساری عمر بے چینی اور غم میں ہی گذرے گی۔ عرب لوگ تو میرے حکم سے انحراف نہیں کریں گے۔ وہ میرے حکم دینے سے قبل ہی تیار ہو جائیں گے۔ مگر ہو گا کیا؟ یہی کہ وہ صرف میرے بدلے اپنی عزیز جان گنوا دیں گے۔ نہیں نہیں حاتم ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔" حاتم یہ سوچکر اپنا گھر بار اور مال و اسباب چھوڑ کر کسی جگہ چلا گیا۔ اور ایک غار میں پوشیدہ ہو رہا۔

نیوفل کے جاسوسوں نے اُسے خبر دی۔ کہ حاتم آپ سے ڈر کر کہیں بھاگ گیا ہے۔ بادشاہ نے سُنکر کہا کہ حاتم ایک باغی شخص ہے۔ اس کی بغاوت اس کیلئے اچھی ثابت نہیں ہوگی۔ آج سے اُس کی ہر چیز میری ملکیت ہے۔ منادی کروائی جائے کہ جو حاتم کو پکڑ لائے گا۔ اُسے شاہی خزانہ سے پانچسو سونے کے سکّے دیئے جائینگے۔

ہر شخص نے منادی سنی، روپے کے لالچ سے ہر ایک اُسے پکڑنے کی خواہش کرنے لگا۔ لوگ تلاش میں نکلے۔ ڈھونڈا، تلاش کیا۔ ہر چند دیکھا بھالا پر حاتم نے ملنا تھا نہ ملا۔

ایک بوڑھا اور اس کی بیوی ایک پہاڑ کے نزدیک رہتے تھے۔ ایک دن وہ ایندھن کی تلاش میں پھر رہے تھے۔ کہ اتفاقاً وہ اسی غار کے نزدیک آ گئے جس میں حاتم پوشیدہ تھا۔ بوڑھی عورت نے لکڑیاں وہاں رکھ کر چیرنا شروع کر دیں۔ چیرتے چیرتے خاوند سے کہنے لگی کہ "ہماری زندگی کس قدر افسوسناک ہے۔ ہم صبح سے شام تک کام ہی کرتے رہتے ہیں۔ تب کہیں جا کر روٹی نصیب ہوتی ہے۔ اگر ہمیں کہیں حاتم مل جائے۔ تو ہمارے جیسا کون خوش قسمت ہو گا۔ کاش اسے پکڑ سکتے۔ اور بادشاہ سے پانچسو سونے کے سکّے حاصل کر کے اس محنت و مشقت سے نجات پاتے۔ اس قدر روپیہ حفاظت سے رکھنے۔ اور کفایت شعاری سے خرچ کرنے پر ہم سالہا سال آرام سے گذار سکتے ہیں۔" لکڑ ہارے نے جواب دیا۔ "بیوقوف عورت تُو کس کے متعلق یہ باتیں کہہ رہی ہے۔ کیا یہ کم ہے۔ کہ ہم کام کر کے نمک روٹی کما لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور تم کیا چاہتی ہو۔"

ادھر حاتم غار کے اندر میاں بیوی کی باتیں سُن رہا تھا۔ اُس نے دل میں کہا کہ انہیں کیا خبر مَیں یہاں ہوں۔ یہ غریب لوگ زندگی سے عاجز آئے ہُوئے ہیں۔ میری زندگی کا کیا ہے۔ اگر ان کے کام آ جائے اور انکی زندگی سنور جائے۔ تو کس قدر اچھا ہو۔ کتنی عمدہ بات ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے اپنی زندگی ان کے لئے وقف کر دینی چاہیئے۔ یہ سوچکر غار سے باہر نکل آیا۔ ان سے کہنے لگا۔ مَیں حاتم ہوں۔ مَیں نے اپنی زندگی تمہارے لئے وقف کی۔ تم مجھے بادشاہ کے پاس لے چلو اور انعام حاصل کر کے اپنی زندگی آرام سے گذارو۔ لکڑہارا کہنے لگا کہ اگر مَیں آپکو بادشاہ کے پاس لے جاؤں تو مجھے تو وہ انعام دیدیگا لیکن آپکے ساتھ کیسا سلوک کریگا۔ وہ آپکو ضرور مار ڈالیگا۔ نہیں مَیں ہرگز آپکو بادشاہ کے پاس نہیں لے جاؤنگا۔ حاتم نے کہا۔ آؤ مَیں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ کسی تمہارے جیسے انسان کی تلاش میں رہا سو شکر ہے تم مجھے مل گئے۔ ضرور مجھے لے چلو اور انعام حاصل کرو۔ لکڑہارا۔ جناب مَیں ایسے انعام سے باز آیا۔ حاتم بہت اچھا مَیں خود چلا جاؤنگا اور کہونگا کہ مجھے اس شخص نے پہاڑ میں چھپایا تھا۔ بادشاہ تمہیں ضرور مار ڈالیگا۔ بہتر ہے تم مجھے لے چلو۔ بوڑھا مسکرایا اور کہا۔ میری چربی ایسی نہیں جو ایسی باتوں سے پگھل جائے۔ حاتم اپنے آپکو چھپاؤ۔ ورنہ کوئی تمہیں دیکھ لے گا۔ یہ بات ابھی لکڑہارے کے مُنہ میں ہی تھی کہ اچانک چند آدمی حاتم کی تلاش میں اُوپر سے آ گئے۔ انہوں نے کانوں سے سُن بھی لیا کہ حاتم خود اس امر کو تسلیم کر رہا ہے کہ وہ حاتم ہے۔ وہ سب کے سب اسپر گر پڑے اور اسے باندھ لیا۔ بادشاہ کے پاس لے گئے۔ لکڑہارے کو حاتم کے پکڑے جانے کا بہت افسوس ہؤا۔ ناچار وہ ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ حاتم کو بادشاہ کے حضور پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ اسے کون پکڑ کر لایا ہے۔ سب کے سب چلّانے لگے کہ ہم لائے ہیں۔

ایک بولا۔ مَیں نے اسے پکڑا اور مَیں ہی یہاں لایا ہوں۔ دوسرا۔ مَیں نے اسے جنگل میں تلاش کرتے کرتے پایا۔ تیسرا۔ حضور سب جھوٹ ہے۔ مَیں نے اسے پکڑا۔ یہ بھاگا مگر مَیں نے ایسی مضبوطی سے پکڑا کہ یہاں لاکر دم لیا۔ سب کے سب کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے۔ مگر لکڑہارا سب کے پیچھے خاموش کھڑا رو رہا تھا۔

جب سب کے سب بول چکے تو حاتم بولا۔ حضور اگر آپ اس امر کو معلوم کیا چاہتے ہیں کہ کون سچا ہے۔ تو مَیں حضور کو بتلاتا ہوں۔ وہ بڈھا آدمی جو رو رہا ہے۔ اسی نے مجھے پکڑا ہے۔ باقی سب بے فائدہ شیخیاں مارتے ہیں۔ نیوفل لکڑہارے کی طرف متوجہ ہؤا اور کہا تمام لوگ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے حاتم کو پکڑا۔ مگر حاتم کہتا ہے تم نے پکڑا۔ سچ سچ بتلاؤ اصل معاملہ کیا ہے۔ لکڑہارے نے تمام کہانی کہہ سُنائی۔ اور کہا نہ مَیں نے اسکو پکڑا اور نہ ان لوگوں نے پکڑا۔ میری مصیبت کی باتیں سُنکر خود میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ بادشاہ کے پاس لے جاکر انعام حاصل کر کے چین کی زندگی گذارو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے آپکو میرے سپرد کرتا ہے۔

بادشاہ اس سے بہت حیران ہؤا۔ اس کے دل میں حاتم کی عزت پیدا ہو گئی۔ اور وہ یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ اَے حاتم تم ایک دیانتدار اور شریف آدمی ہو۔ مَیں نے تمہاری زندگی بخشی۔ تمہارا سب مال و اسباب بخشا۔ یہ کہہ کر اُٹھا۔ اُسے گلے سے لگا کر اپنی داہنی طرف مسند پر بٹھالیا اور بوڑھے کو پانچسو سونے کے سکے انعام دئے۔ اسی دن حاتم اور بادشاہ دوست بن گئے۔ (ترجمہ انگریزی) خاکسار امۃ السلام قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انجامِ زندگی

صبح صادق کا نورانی وقت تھا۔ عطر بیز . . . نکہت خیز جھونکے حسین گلوں سے اٹھکھیلیاں لیتے چل رہے تھے۔ عندلیب سُرخ گلاب کے پیڑ کے پاس بیٹھی ہوئی سُریلے راگ . . . . . میں معبودِ حقیقی کی حمد کے ترانے الاپ رہی تھی۔ ندی کا صاف پانی سبک رفتاری سے بہتا ہؤا دلکشی پیدا کر رہا تھا۔ ننھے منھے ستارے کائنات کو الوداع کہہ کر باری باری رخصت ہوتے جاتے تھے؀

اس حسین منظر کی منتظر رُوح یکایک اک حسین مگر حسرت بھرے خواب سے بیدار ہوئی۔ ہاتھ آنکھوں کو زیادہ بیدار کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور منہ سے یہ الفاظ جاری تھے "پروردگار! مَیں ہر اس بھلائی کی محتاج ہوں۔ جو تُو اپنے رحمت کے خزانوں سے میری طرف نازل فرمائے"؀

چند منٹوں کے بعد مَیں بستر سے اُٹھی۔ اور اپنے باغیچہ میں چلی گئی۔ وہاں ایک پیڑ پر نظر پڑی۔ جس پر اک شگفتہ حسین پھُول مُسکرا رہا تھا۔ یہ نرگسی پھُول تھا جس پر شبنم کے چمکیلے قطرے بکھرے ہُوئے تھے۔ جو کسی نوحہ خواں کے اشکِ حسرت معلوم ہوتے تھے۔ چند لمحوں کے بعد مَیں اس جگہ سے اُٹھی۔ اور دوسرے کونے میں ایک چھوٹی سی خوبصورت کیاری کے پاس بیٹھ گئی+

چند منٹوں کے بعد مشرقی شہسوار بھی نمودار ہوا۔ اُس کی سنہری کرنیں فضائے بسیط پر چھانے لگیں۔ مَیں نے جانے کا قصد کیا۔ اور اک نظر اُس نرگسی پھُول کو دیکھا۔ لیکن ظالم آفتاب نے معصوم شے کا خاتمہ کر دیا تھا سب چمکیلے قطروں کو فنا کر دیا تھا؀

شام کا وقت تھا۔ خورشید مغربی جھاڑیوں میں اپنی آرام گاہ کی طرف رخصت ہؤا جا رہا تھا۔ اُس کی کرنیں مغربی جھاڑیوں پر رقص کر رہی تھیں اور الوداع کہہ کہہ کر رخصت ہوتی جاتی تھیں۔ اس وقت بھی اس حسین پھُول کی کشش مجھے باغیچہ میں لے گئی۔ لیکن آہ! یہاں پر وہ پھول اب نہ تھا۔ فقط چند شکستہ . . . . پتے خاک پر بکھرے ہوئے تھے+

(سعیدہ ظہور الحسن رہتک)

ماہوار رپورٹ لجنہ اماء اللہ فیروزپور شہر

بابت مارچ سنہ ۱۹۴۰ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں لجنہ اماء اللہ کے ہر ماہ دو۲ جلسے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ماہ پہلی اتوار کو ایک عام جلسہ بھی ہوتا ہے۔ جس میں کسی مرد کی تقریر ہوتی ہے۔ ماہ مارچ میں لجنہ کے ۷ر اور ۲۱ر تاریخ کو دو۲ جلسے ہوئے۔ یہ ہر دو جلسے بر مکان مکرمہ زینب بی بی صاحبہ اہلیہ بابو محمدؐ فاضل صاحب منعقد کئے گئے۔ ۲۱ر مارچ۔ تلاوت قرآن کریم امۃ الحمید صاحبہ نے کی۔ اس کے بعد مَیں نے نظم پڑھی۔ سردار بیگم صاحبہ نے فتاویٰ احمدیہ سے چند ورق پڑھے۔ پھر امۃ الحمید صاحبہ نے ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ اخبار الفضل سے پڑھ کر سنائے۔ کشور سلطان صاحبہ نے ایک مضمون اخبار مصباح سے پڑھ کر سُنایا۔ پھر مَیں نے کتاب ذکرِ حبیب سے چند اوراق پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد مقامی مسجد کی ضروریات کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی جس پر حاضرات نے لبیک کہتے ہوئے ۲۸؍۳ کے وعدے ۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی لڑکیوں کا نصب العین

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ جس طرح مرد خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہیں۔ اسی طرح عورتوں سے بھی جواب طلبی ہوگی۔ پس جہاں احمدی مردوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام دنیا کے لئے نمونہ بنیں وہاں احمدی عورتوں کا قدم بھی عملی میدان میں ہمیشہ پیش پیش رہنا چاہیئے۔ مثل مشہور ہے کہ آج کا لڑکا کل کا باپ ہوگا۔ سو جہاں احمدی بچوں کی تربیت ضروری ہے۔ وہاں احمدی بچیوں کی بھی صحیح اسلامی طریق پر تربیت لازمی ہے۔ کیونکہ عورتیں قوم کا آدھا دھڑ ہوتی ہیں بلکہ کئی لحاظ سے ان کا کام مردوں سے بھی زیادہ ذمہ واری کا رنگ رکھتا ہے۔ کیونکہ قوم کے نونہال انہی کی گودوں میں پروان چڑھتے ہیں۔ یا یوں کہوں کہ عورت گاڑی کا ایک پہیہ ہے۔ جس کے بغیر اس کا چلنا محال ہے۔ سو احمدی عورتوں کو چاہیئے کہ وہ شروع سے ہی اپنی بچیوں کے دل میں احمدیت کی تعلیم کو راسخ کر دیں۔ تا احمدیت اپنے پورے جوبن کیساتھ دنیا میں چمکے۔

میں اسوقت اپنے ادھورے معلومات کے مطابق احمدی لڑکی کا نصب العین بتانا چاہتی ہوں۔ اور امید کرتی ہوں کہ اہل علم خواتین بھی اپنے معلومات سے ہمیں مستفیض فرمائیں گی۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے احمدیت کی غرض غایت سے واقف ہونا ضروری ہے۔ سو جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ابتداء سے یہ سنت چلی آئی ہے۔ کہ جب اس کی پیدا کردہ مخلوق اپنے خالق و مالک کو بھول کر اپنی پیدائش کی غرض کو فراموش کر کے دنیا کی باتوں میں منہمک ہو جاتی ہے۔ تو خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک مامور مبعوث فرماتا ہے۔ جو اُن کو اسی رُوحانی اور اخلاقی معیار پر قائم کرتا ہے۔ جس پر اُن کا خُدا انہیں قائم کرنا چاہتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح احمدیت بھی اسوقت منصۂ شہود پر آئی جب دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں زمانہ کی حالت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مَیں وہ پانی ہُوں جو اُترا آسماں سے وقت پر
مَیں وہ ہُوں نورِ خدا جس سے ہُوا دن آشکار

اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں سُورہ جمعہ میں فرماتا ہے۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ کہ آخری زمانہ میں صحابہ کرامؓ کی طرح ایک جماعت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرے گی۔ اور دینِ اسلام کو از سرِ نو دُنیا میں قائم کر کے خدائے واحد و یگانہ کے آستانہ کیطرف لوگوں کو کھینچ لائے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور جگہ اس کی یُوں تشریح فرمائی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں ایک فارسی الاصل انسان دنیا میں آ کر میری نیابت کرے گا۔ اور اگر اسوقت ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا۔ تو وہ دوبارہ زمین پر لائیگا۔ نیز فرمایا۔ جس کے زمانہ میں میرا یہ نائب مبعوث ہو۔ اُسے چاہیئے کہ میرا اسلام اُسے پہنچا دے۔

احمدیت ایک مذہبی تحریک ہے۔ اس کی غرض دنیا میں تجدید اسلام اور خدمتِ اسلام ہے۔ خالق و مخلوق کو آپس میں پیوست کرنا مسلمانوں کی اعتقادی اور

عملی حالت کو درست کرکے قرآن کریم کی برتری تمام کتب النبیین پر ثابت کرنا۔ اور دنیا کے تمام مذاہب پر مذہب اسلام کو غلبہ عطا کرنا اور دنیا میں اسلامی اصول پر ایک نیا نظام قائم کرنا احمدیت کا مقصد ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود کشتی نوح میں فرماتے ہیں "اب رُوئے زمین پر نوع انسان کے لئے کوئی کتاب نہیں سوائے قرآن کے اور تمام آدم زادوں کے لئے کوئی شفیع اور رسول نہیں سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ سو تم کوشش کرو کہ تم سچی محبت اُس رسُول پاکؐ سے پیدا کرو۔ تا تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ" نیز آپ کے ایک الہام میں بھی احمدیت کی غرض و غایت کو بتایا گیا ہے۔ فرماتے ہیں "مَیں نے حالت کشف میں دیکھا۔ کہ خدا مجھ میں حلول کر گیا ہے۔ اور میں اسی حالت میں کہتا ہوں۔ کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں" پھر خود ہی اس کا مطلب بیان فرماتے ہیں۔ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ خدا میرے ہاتھ سے نیا آسمان نئی زمین اور رُوحانی انسان پیدا کرے گا۔

سو احمدی لڑکی کا نصب العین یہ ہے۔ کہ وہ رات دن اس فکر میں رہے۔ کہ کس طرح نیا آسمان اور نئی زمین اور نیا نظام پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس کی تمام کوششوں کا مرکز، تمام اُمیدوں کی آماجگاہ، تمام خیالات و تفکرات کا نقطہ اور تمام خواہشوں کا مُدعا صرف اسلام ہی ہو۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس وقت بھی اسلامی ترقی کا جوش اہلِ عرب خواتین میں اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ تاریخِ اسلام میں اُن کے واقعات پڑھ کر دل عش عش کر اُٹھتا ہے۔

پس ہر احمدی لڑکی کو چاہیئے کہ احمدیت کے راستے میں جو روکاوٹیں حائل ہیں۔ اُن کو وہ اپنی پوری کوشش سے دُور کرے خواہ تقریر کے ذریعہ خواہ تحریر کے ذریعہ۔ اس مقصد کے حصُول کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ تمام دینی علوم آپ کی کتب میں بھرے پڑے ہیں۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اصل علم وہی ہے جو دین کے ساتھ تعلق رکھتا ہو۔ باقی دنیوی علوم اگر انسان کو نہ بھی آتے ہوں تو کوئی زیادہ حرج نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جا رہے تھے۔ کہ آپ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ کیسا مجمع ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یارسُول اللہ ایک بڑا عالم شخص ہے جس کے اردگرد لوگ جمع ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کس علم کا عالم ہے۔ عرض کیا گیا۔ کہ شعر کہتا ہے۔ تاریخ کا واقف ہے۔ زبان دانی میں ماہر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ علم لا یضرُّ جہلہ۔ یہ علم تو ہیں۔ لیکن ایسے ہیں کہ ان کے نہ جاننے سے کوئی نقصان نہیں +

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہماری جماعت ایک تبلیغی جماعت ہے۔ اور ہم خدا کے اس نور کے اولین حامل ہیں جو موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ پس چاہیئے کہ ہر احمدی لڑکی نورِ احمدیت سے منور ہو۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پس ہمیں زیادہ سے زیادہ علمِ دین سیکھنا چاہیئے۔ اور قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مطالب سے واقف ہونا چاہیئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن تصویری زبان میں خدا کا ایک خط ہے۔ جو اس نے اپنے بندوں کے نام بھیجا۔ اگر ہمارے کسی رشتہ دار کا کوئی خط آیا ہو۔ تو ہم اپنے اندر کسقدر بے تابی اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے لئے پاتے ہیں۔ پھر کسقدر افسوس ہوگا۔ اگر ہم خدا کی کتاب پڑھنے کی طرف توجہ نہ کریں۔

احمدی لڑکی کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ تمام اوصاف حمیدہ سے متصف ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان الخلق وعاء الدین کہ خلق دین کا برتن ہے۔ اگر یہ برتن نہ ہوگا۔ تو دین بھی محفوظ نہیں رہیگا۔ پس اخلاق حسنہ سے متصف ہونا بھی تمام لڑکیوں کا فرض ہے۔ چاہیئے کہ ہم سب آپس میں یگانگت اور محبت کا کامل نمونہ دکھائیں۔ بڑوں کا ادب کریں چھوٹوں سے پیار کریں۔ گندگی سے بچیں۔ احمدیت کی ترقی کے لئے تدابیر سوچیں۔ اور ہر وقت ہمیں یہ خلش بے چین اور مضطرب رکھے کہ کب اسلام اور احمدیت دنیا پر غالب ہوتے ہیں۔ اگر ہم یہ اوصاف اپنے اندر پیدا کرلیں۔ تو یقیناً ہم کہہ سکتی ہیں کہ ہم نے اپنے نصب العین کو پالیا ؛

(طالب دعا۔ امتہ اللہ درجہ ثالثہ)

ولادت

۱۹ ماہ شہادت کو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے بڑے بھائی عبد المجید صاحب کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ بہنیں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ بچی کو خادم دین بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے ؛

(سارہ بیگم بنت شیخ عبد الحمید صاحب آڈیٹر)

اسلامی طریقِ عبادت

عقلمند انسان اگر غور و فکر کے ساتھ موجودات پر نظر ڈالے تو وہ بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی ہر شے اپنے اپنے طور پر معبود حقیقی کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہے جیسے کلام پاک میں آتا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ الخ مگر انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے، اسلئے اس کی عبادت بھی ہر لحاظ سے افضل ہے۔ بالخصوص اسلامی طریقِ عبادت تمام مذاہب کے طریقہ ہائے عبادت پر فوقیت رکھتا ہے۔ اسوقت دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور وہ سب اپنی اپنی عبادت کو کامل قرار دیتے ہیں۔ لیکن اگر محققانہ رنگ میں موازنہ کیا جائے تو اسلامی نماز ہی ہر پہلو سے جامع اور افضل ثابت ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ نے انسانی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی رکھی ہے۔ جیسے وہ فرماتا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ یعنی میں نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے تا وہ میری عبادت کریں۔ ہمارے ہادی کامل حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو مومن کا معراج قرار دیا ہے۔ اور فرمایا۔ الصلوٰۃ مخ العبادۃ کہ دعا تمام عبادت کا مغز ہے۔ آجکل کے نادان لوگ نماز کو ایک قسم کا بوجھ خیال کرتے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں سوچتے کہ خدا کو اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ انسان دعاء اور تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس میں تو انسان کا اپنا فائدہ ہے۔ اور وہ اس طریق پر عمل کرکے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ بہرحال نماز انسانی پیدائش کی علّتِ غائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک خاص لذت اور سرور رکھدیا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ الآ بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کہ خدا کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگ نماز کی حقیقت سے عدم واقفیت کے سبب کہہ دیا کرتے ہیں کہ نماز ادا کرنے سے لطف اور مزہ نہیں آتا۔ حالانکہ دنیا کی کوئی شے لذت سے خالی نہیں۔ اس لئے جن کو نماز میں حظ نہ آئے۔ ان کو اپنی بیماری کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور اس کا علاج نماز اور دُعا سے ہی کرنا چاہیئے۔ دیکھو جب کسی نشہ کے عادی کو نشہ نہیں آتا تو وہ کیا کرتا ہے۔ یہی کہ پے در پے پیئے چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے نشہ آجاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان کو نماز میں لذّت نہ آئے تو چاہیئے کہ بار بار خشوع اور خضوع کے ساتھ بڑھتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ اُسے اس کا مقصد حاصل ہو جائے۔

نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے سب سے بڑا رکن ہے۔ نماز ایک دُعا ہے جو درد اور سوز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور کی جاتی ہے۔ تاکہ بدخیالات اور بُرے ارادے دُور ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبّت انسان کے دل میں جاگزین ہو جائے۔ چنانچہ خود صلوٰۃ کا لفظ ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ دُعا صرف زبان سے نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اس کے ساتھ سوزش اور جلن کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کئی لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم نے فلاں امر کے لئے دُعا کی مگر قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ دُعا بغیر لوازم کے قبول نہیں ہوتی۔ دُعا کی قبولیت کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ انسان کا دل خدا تعالیٰ کے سامنے پگھل جائے اور وہ پوری استقامت اور استقلال کے ساتھ اس کے فضل کو مانگتا چلا جائے۔

غرض سچ پوچھو تو رُوح کی راحت نماز میں ہے۔ یہ ہمیں ہر قسم کے گناہ سے بچاتی ہے۔ اس کے ذریعہ دُنیا کی بلائیں ٹلتی ہیں۔ اور اسی کے طفیل ہمیں دینی اور دنیوی نعمتیں عطا ہوتی ہیں۔ پس نماز کو بہت عاجزی اور فروتنی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اُن برکات کے حصُول کی کوشش کرنی چاہیئے جو اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکھی ہیں ؂

(محمُودہ بیگم بنت حکیم عبدالرحمٰن صاحب خاکیؔ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یتیم پروری

کم عمری میں ماں باپ کا سایہ سر پر سے اُٹھ جانا ایک ایسا نقصان ہے جس کی کبھی تلافی نہیں ہو سکتی۔ جس باغ کا مالیؔ جس کھیت کا کاشتکار اور جس بچے کا باپ نہ ہو۔ اسکے پھُولنے پھلنے اور پنپنے کی کیا اُمّید۔ اس نظر سے دیکھا جائے تو یتیم سے بڑھ کر کوئی مصیبت زدہ اور قابلِ امداد نہیں ہوتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاص طور پر یتیم پروری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک موقعہ پر خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ یتامیٰ کا مال بیجا طور پر کھائیں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ ایک خدا ترس انسان کے لئے یہ تہدید زبردست تازیانہ عبرت ہے۔ جس کے بعد وہ یتامیٰ کے مال پر اپنے حرص کے دانت تیز نہیں کر سکتا۔ اسکے علاوہ ایک اور موقعہ پر خدا تعالیٰ نے بہت ہی مؤثر اور عمدہ پیرایہ میں یتیم پروری کی طرف توجہ دلائی ہے۔ فرمایا کہ جو لوگ یتامیٰ کے نگران ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ پُوری توجہ اور ہمدردی کیساتھ

ان کی پرورش کریں۔ اور اس بات پر غور کریں کہ وہ اپنی وفات کے بعد اگر اپنے پیچھے یتیم بچے چھوڑ جائیں تو کیا وہ پسند کریں گے۔ کہ لوگ ان سے جیسا چاہیں سلوک کریں حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان چاہتا ہے۔ میرے بچوں سے میری وفات کے بعد اچھا سلوک رکھا جائے۔ پس اس نظریہ اور اصول کے ماتحت ہر انسان کا ذاتی طور پر فرض ہے۔ کہ دوسرے یتامیٰ کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دے۔

حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر مجھے بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں۔ کہ کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ایک یتیم کے سامنے اپنے بچے سے پیار کرے۔ کیونکہ اس نظارہ کو دیکھکر اس یتیم کا شیشۂ دل پاش پاش ہو جائے گا۔ اور وہ کہیگا کہ اگر آج میرا باپ بھی زندہ ہوتا۔ تو اس کا دستِ شفقت میرے سر پر پھر رہا ہوتا۔

احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس گھر میں کسی یتیم کی عمدہ طور پر پرورش کی جارہی ہو اس سے بہتر اور جس گھر میں کسی یتیم کو ستایا جا رہا ہو اس سے بدتر صفحۂ عالم پر کوئی نہیں۔ اور فرمایا کہ جنت میں کسی یتیم کا پرورش کرنے والا میرے پاس جگہ پائے گا۔ کوئی ہے جو یہ خواہش نہ رکھتا ہو۔ کہ مجھے سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنت میں جگہ ملے۔ اگر یہ خواہش ہر شخص کے دل میں ہے۔ اور ہونی بھی چاہیئے تو ہم کو چاہیئے کہ اگر موقعہ ملے۔ تو ہم یتیم پروری سے دریغ نہ کریں۔

آخر میں یتامیٰ کے دلوں کو تسلی دینے والی ایک بات بھی میں ذکر کر دینا مناسب خیال کرتی ہوں۔ اور وہ یہ کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یتیم ہی تھے۔ اس لحاظ سے یتامیٰ کو حضور کے ساتھ ایک گونہ مشابہت اور مجانست حاصل ہے اور یہ کوئی کم فخر کی بات نہیں کہ انسان کو خدا تعالیٰ کے سب سے بڑے حبیب سے کسی بات میں اشتراک حاصل ہو جائے۔ اسکے ساتھ ہی یتامیٰ کو خدا تعالےٰ کے فضلوں سے ہرگز ناامید نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس کو دُنیا حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے خدا تعالیٰ اس کا خود کفیل ہوتا ہے۔ اور جس کو دُنیا ذلیل کرنا چاہتی ہے خدا اسکو خود عزت کے بلند مقام پر فائز فرماتا ہے۔

پس جن بہنوں کو اللہ تعالیٰ نے یتیم پروری کا موقعہ عطا فرمایا ہو۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ اس امتحان میں پُوری اُتریں۔

(امۃ اللطیف عفت دار العلوم قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطاعتِ شوہر

اطاعتِ شوہر عورت کے لئے بیش بہا نیکی ہے۔ یہ وہ نعمت ہے۔ جس سے عورت کی زندگی بہشتی زندگی کا نمونہ بن جاتی ہے۔ اور یہی وہ زیور ہے جس سے عورت عورت کہلانے کی مستحق ہوتی ہے۔ تمام انبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تک یہی تعلیم دیتے آئے ہیں۔ کہ عورتوں کو خاوندوں کی اطاعت میں مشغول رہنا چاہیئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز ہوتا۔ تو میں عورت کو حکم دیتا۔ کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربّنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ میں جو لفظ حسنۃ ہے۔ اس سے مراد صالح عورت لی ہے۔ کیونکہ دنیوی زندگی میں آرام و آسائش کا میسر آنا صالحہ عورت پر موقوف ہے۔ اور وہی آدمی کا لباس ہے۔ جس طرح لباس انسان کو سردی گرمی کی تکالیف سے بچاتا ہے۔ اسی طرح عورت آدمی کو خوش وخرم رکھ سکتی۔ اور انواع و اقسام کی تکالیف میں اس کی ہمدرد و غمخوار بن کر اس کو تفکرات سے نجات بخشتی ہے۔

غرض صالحہ عورت دنیاوی نعمتوں میں سے ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اور اس کا خاوند کی اطاعت کرنا اللہ اور اس کے رسُول کی فرمانبرداری کرنا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدی خواتین کو اس بیش بہا خلعت سے ملبوس فرمائے۔ (نصیرہ نزہت درجہ ثالثہ)

اقوال زرّین

۱- خدا اُن کی مدد کرتا ہے۔ جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

۲- ایسی بات کبھی نہیں کہنی چاہیئے جسے سُنکر کسی کا دل دکھ جائے۔

۳- ہمیشہ سچائی کو تم عزیز رکھو۔ سچائی ایک طرف اور دنیا دوسری طرف ہو جائے۔ تو پھر بھی سچائی کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

۴- سخی وہی ہے جو شریف کو سوال سے بچانے کیلئے بے مانگے دے۔

۵- اگر نیک لوگ تمہارے دوست ہیں تو سمجھو کہ تمہارے پاس خزانے ہیں

۶- دنیا میں سب سے زیادہ دشمن تمہارا نفس ہے۔

۷- رحم اس حد تک مفید ہے جس حد تک انصاف میں خلل نہ آئے

۸- ایک جرم بہت سی نیکیوں کو چھپا دیتا ہے۔

۹- کفایت شعاری سخاوت کا چشمہ ہے۔ اور کاہلی در اصل جرم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الوداعی منظر

مَیں دِل کی کیا سُناؤں کِس کو یہ غم بتاؤں
دُکھ درد کے ہیں جھگڑے مجھ پر بَلا بھی ہے

محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ پُوروی قادیان میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد گزشتہ دنوں اپنے وطن تشریف لے گئی تھیں۔ وہاں سے انہوں نے اپنے تاثرات ایک مضمون کی صورت میں لکھکر ارسال کئے ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

اُف! زندگی کے بعض واقعات دل کے داغ بنجاتے ہیں۔ دہکتے ہُوئے زخم کو ذرا ٹیس پہنچی اور دل تڑپ گیا۔ آہ میری نظروں سے کسی طرح قادیان دارالامان کا الوداعی منظر اوجھل نہیں ہوتا۔ سینما کی تصویروں کی طرح گزشتہ واقعات ایک ایک کر کے سامنے آنے لگے۔ کبھی کبھی دماغ میں وہ منظر اسقدر چکر لگاتے ہیں کہ گھنٹوں دِل کی دنیا میں تلاطم مچا دیتے ہیں۔

اے اہلِ قادیان تم جس قدر بھی ناز کرو کم ہے۔ کاش ایسی قسمت میری بھی ہوتی۔ بدنصیب ہیں وہ جو تیرے بے انتہا فیوض سے محروم ہیں۔ دنیا کے کسی گوشے میں تیری ایسی پاکیزگی، تقویٰ، طہارت، اخلاص اور محبت کی نظیر نہیں ملتی۔ دارالامان! تو جنت نظیر ہے۔ دن رات رحمت کے فرشتے باشندگان دارالامان پر رحمت نازل کرتے رہتے ہیں۔

اے قادیان میرے پیارے دارالامان کس طرح مَیں اپنی حسرت بھری آنکھوں سے تجھ پر رخصتی نظر ڈالوں۔ آہ! تیری فضا میں جوش الٰہی ہے۔ تیرے نغموں میں آسمانی

فیصلے ہیں۔ تیری زمین پر خدائی احکام ہیں۔ تیرا آسمان ہی اور ہے۔ تیری زمین ہی اور ہے۔ یوں تو ہر چیز تیری نرالی اور انوکھی ہے۔ مگر مقبرہ بہشتی میں تو جاکر ایسی وجدانی کیفیت دل پر طاری ہوجاتی ہے۔ کہ انسان عالم حیرت میں مستغرق کھڑا رہ جاتا ہے۔ دارالامان کا گوشہ گوشہ بقعہ نور معلوم ہوتا ہے

اُف! جدائی کی گھڑیاں زخمِ دل پر نشتر کا کام کر رہی تھیں۔ جانے والی تو ضرور تھی۔ مگر دل نہیں چاہتا تھا کہ کسی کی زبان سے اپنے جانے کے متعلق الفاظ سنوں۔ لیکن مشیتِ ایزدی یونہی تھی۔ جبکہ میں ۶ بجے سٹیشن پر معہ چند معزز خواتین کے پہنچی۔ تو وہاں ایک جمِ غفیر پایا جس میں چند عورتیں بھی تھیں۔ میں ان سب کا جنہوں نے تکلیف فرمائی تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ ریل مجھے لیجانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ کھڑکی شیر کے دہانے کی مانند کھلی تھی۔ عنقریب یہ دیو نما سیاہ گاڑی مجھے نگل لے گی۔ اُف اُس وقت کو یاد کر کے میرا دل بے قابو ہوا جا رہا ہے۔ دل میں ایک ٹیس اٹھتی ہے جو شکیب کو توڑ دیتی ہے۔ کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ آہ! ریل پر سوار ہو گئی۔ روتی ہوئی سب عورتوں کے ساتھ۔ وہ بھی زار و قطار رو رہی تھیں۔ مردانے ڈبے کے پاس ذرا فاصلے پر والد صاحب کو بہت سے معزز اصحاب سمجھا رہے تھے۔ یکے بعد دیگرے خواتین نے مجھے سینے سے چمٹایا۔ اُف باوجود ضبط کے پھر بھی میری چیخ نکل گئی۔ وہ منظر کبھی بھولنے کا نہیں۔ شاید اتنی عمر میں یہ پہلی مرتبہ صدمہ عظیم تھا۔ جہاں خواتین رو رہی تھیں وہاں مردوں کے دلوں پر بھی کوہِ غم ٹوٹ رہا تھا۔ یہ گھڑیاں جلد گذر گئیں۔ گاڑی کی روانگی کا وقت آگیا۔ عورتیں ڈبے سے اُتر گئیں۔ مجھے نصیحت کرتی ہوئیں۔ مردوں اور عورتوں نے مل کر رخصتی دُعا کی۔ آہ! اُس پیار کو شاید کبھی نہ فراموش کر سکوں جو رخصت ہوتے وقت اہلیہ شیر محمد صاحب آف آسٹریلیا نے میری پیشانی پر محبت و اخلاص سے کیا۔ جو خاص اثر رکھتا تھا۔ کھڑکی سے میں نے ہاتھ نکال کر سب سے۔ یکے بعد دیگرے مصافحہ کیا۔ گاڑی نے سیٹی دی۔ ریل میں جنبش ہوئی۔ میں نے السلام علیکم کہا۔ خواتین نے روتے ہوئے خدا حافظ کہا۔ میں نے مایوسی کے عالم میں سر کو کھڑکی پر رکھدیا۔ اس وقت دنیا تاریک نظر آتی تھی۔ اب ریل کچھ تیز چلنے لگی۔ میری خرمنِ ہستی پر بجلیاں گراتی ہوئی۔ آنکھوں سے آنسو مسلسل جاری تھے۔ میں نے سر کو اُٹھایا۔ اور اپنے محسن ہمدردوں کو دیکھا۔ وہ اب بھی کھڑی ہوئی حسرت کی نظروں سے گاڑی کو دیکھ رہی تھیں۔ جب تک میری نظروں نے کام کیا۔ وہ معزز خواتین اُسی طرح کھڑی نظر آرہی تھیں۔ اور مرد بھی۔ میرے دل سے ایک دردناک آہ نکلی۔ اور آسمان میں جذب ہو گئی۔ میں محویت کے عالم میں غرق دارالامان کو دیکھ رہی تھی۔ اور زبانِ حال سے کہتی جارہی تھی۔ الوداع اے قادیان۔ الفراق اے قادیان ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(خاکسار نسیمہ بیگم قصبہ پورہ ضلع اناؤ۔ یوپی)

درخواست دعا

میرے ابا جان حضرت میر محمد اسحاق صاحب قریباً ۲ ماہ سے بیمار ہیں۔ بہنیں دُعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ انہیں کامل صحت عطا فرمائے۔ خاکسار سیدہ بیگم درجہ ثالثہ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت

انبیاءؑ آسمانِ رُوحانی کے سُورج ہوتے ہیں۔ جو طلوع ہوتے ہی ظلمت کدہ عالم کو بقعۂ نُور بنا دیتے ہیں۔ سونے والے چاہتے ہیں کہ بستروں میں ہی پڑے سوتے رہیں۔ مگر اس سُورج کی تیزی جو ہر لحظہ بڑھتی چلی جاتی ہے انہیں مجبور کرتی ہے کہ یا تو بستروں کو چھوڑ کر اپنے کام کاج میں لگ جائیں۔ یا پھر کسی اندھیرے کمرے میں جا کر لیٹ رہیں۔ سُورج کی روشنی میں کام کرنے والے لوگ وہ ہوتے ہیں جو انبیاءؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہُوئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں انبیاء کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ مومن کہلاتے ہیں۔ اور جو دوسری صورت اختیار کرتے ہیں۔ وہ لوگ منکر یا منافق کہلاتے ہیں کیونکہ جیسے کافر انبیاءؑ سے بغض رکھتا ہے۔ اسی طرح منافق کو بھی انبیاء کرام اور ان کی جماعتوں کی کامیابی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ اور چونکہ وہ لوگ سورج کی روشنی کو پھیلنے سے روک نہیں سکتے۔ اس لئے یہی بہتر سمجھتے ہیں۔ کہ کم از کم اپنی آنکھیں ہی بند کر لیں۔ اور یہ تصور کر کے خوش ہوتے ہیں۔ کہ جس طرح ہم سورج کی روشنی سے متنفر ہیں ویسے ہی دُوسرے لوگ بھی متنفر ہوں گے۔ حالانکہ ان کا یہ خیال صرف وہم تک محدود ہوتا ہے۔ سورج کی روشنی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اور تمام دنیا میں اُجالا کر دیتی ہے۔

مگر جس طرح عالم مادی میں یہ دکھائی دیتا ہے کہ کبھی کبھی سُورج کے اُوپر بادل آجاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے سورج کی روشنی زمین پر اپنے پورے کمال کے ساتھ نہیں پڑتی۔ اسی طرح عالم روحانی میں انبیاء کے نور کے سامنے مخالفت کے بادل چھا جاتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ لوگ جن کی رُوحانی بصیرت کمزور ہوتی ہے۔ اندھیرے میں پڑے رہتے ہیں۔ مگر جس طرح سُورج کی شعاعیں ظلمت کے پردوں کو چاک کر دیتی ہیں۔ اور اپنی تیز روشنی سے زمین کو منور کر دیتی ہیں۔ اسی طرح انبیاء زبردست دلائل۔ براہین۔ معجزات اور نشانات سے ظلمت کے پردوں کو چاک کر کے دنیا کو منور کر دیتے ہیں۔

موجودہ زمانہ بھی بد اعمالیوں سے تاریک و تار تھا۔ چاروں طرف ظلمت اور گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ مسلمان اپنے مذہب کو بھول چکے تھے۔ عیسائی۔ یہودی ہندو اور زرتشتی بھی اپنی اپنی تعلیم کو فراموش کر چکے تھے۔ شرک و کفر کی مسموم ہوا کچھ اس طرح چلی کہ مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء۔ ہندوؤں کے بڑے بڑے ودوان اور عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری ظلمت میں بھٹکنے لگ گئے۔ اور اس مالک حقیقی سے دور جا پڑے تب ناگاہ قادیان کی مبارک بستی سے آفتاب رُوحانی طلوع ہوا۔ دُوربین نگاہ والوں نے اس کی ہلکی شعاعوں کو ہی دیکھ کر کہنا شروع کر دیا۔ ؎

ہم غریبوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

اور یہ التجا شروع کر دی۔ کہ ہم سے بیعت لیجئے۔ مگر مخالفت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی طوفان اٹھا۔ اور مختلف رنگوں میں اُٹھا۔ اور اب تک بڑے زوروں پر ہے۔ لیکن باوجود اس کے سورج کی شعاعیں دُنیا میں پھیلتی چلی جارہی ہیں۔ آج کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ ہم کیونکر حضرت صاحبؑ کو مان لیں۔ مگر اس کا نہایت آسان اور سادہ جواب یہ ہے کہ جس وجہ سے تم نے پہلے انبیاء اور خدا کے برگزیدہ انسانوں کو قبول کیا۔ وہی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود میں بھی پائی جاتی ہے۔ پھر کیوں نہ آپکو قبول کیا جائے۔ چنانچہ ذیل میں انبیاء کرام اور حضرت مسیح موعودؑ کی آپس میں مشابہت پیش کی جاتی ہے۔

انبیاء غیر معمولی جُرأت، دلیری اور بہادری کی وجہ سے خدا کے شیر ہوتے ہیں۔ وہ میدانِ مقابلہ میں جب کھڑے ہوں۔ تو اس جوش اور تحدی کے ساتھ دشمنانِ دین کو للکارتے ہیں کہ کسی کو یہ ہمت نہیں ہوتی۔ کہ انکا مقابلہ کر سکے۔ اور اگر کوئی مقابلہ کے میدان میں اُترتا ہے۔ تو ایسی نک اُٹھاتا ہے کہ صدیوں تک زمانہ میں یادگار رہتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انبیاء کے اسی وصف کے مطابق تمام دُنیا کو مقابلہ کے لئے للکارا۔ مگر کون ہے جو سامنے آیا۔ اور ناکام نہ ہوا۔ اور کون ہے جس نے آپکو رسوا کرنا چاہا اور وہ بُری طرح ذلیل و رسوا نہ ہوا۔ اس تحدی کا ایک نمونہ حقیقۃ الوحی سے ملتا ہے۔ آپؑ اس میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "ہر ایک جو مجھے کذاب سمجھتا ہے۔ اور ایک مکار اور مفتری خیال کرتا ہے۔ اور میرے دعوے مسیح موعود کے بارہ میں میرا مکذب ہے۔ اور جو کچھ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوئی۔ اس کو میرا افترا خیال کرتا ہے۔ وہ خواہ مسلمان کہلاتا ہو، یا ہندو و آریہ ہو۔ یا کسی اور مذہب کا پابند ہو۔ اس کو بہرحال اختیار ہے کہ اپنے طور پر مجھے اپنے مقابل پر رکھکر تحریری مباہلہ شائع کرے۔ یعنی خدا تعالیٰ کے سامنے یہ اقرار چند اخباروں میں شائع کرے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ کہ مجھے یہ بصیرت کامل طور پر حاصل ہے کہ یہ شخص (اس جگہ تصریح سے میرا نام لکھے) جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ درحقیقت کذاب ہے۔ اور یہ الہام جن میں سے بعض اسنے اس کتاب یعنی حقیقۃ الوحی میں لکھے ہیں۔ یہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ اس کا افترا ہے۔ اور میں اس کو درحقیقت اپنی کامل بصیرت اور کامل غور کے بعد اور یقین کامل کے ساتھ مفتری، کذاب اور دجّال سمجھتا ہوں۔ پس اے خدائے قادر اگر تیرے نزدیک شخص صادق ہے کذاب اور مفتری اور کافر اور بیدین نہیں ہے۔ تو میرے پر اس تکذیب اور توہین کیوجہ سے کوئی عذاب شدید نازل کر۔ ورنہ اسکو عذاب میں مبتلا کر۔ آمین۔ ہر ایک کے لئے کوئی تازہ نشان طلب کرنے کے لئے یہ دروازہ کھُلا ہے۔ اور مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر اس دعائے مباہلہ کے بعد جس کو عام طور پر مشتہر کرنا ہوگا۔ اور کم سے کم تین نامی اخباروں میں درج کرنا ہوگا۔ ایسا شخص جو اس تصریح کے ساتھ قسم کھاکر مباہلہ کرے۔ اور آسمانی عذاب سے محفوظ رہے۔ تو پھر مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ اس مباہلہ میں کسی میعاد کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شرط ہے۔ کہ کوئی ایسا امر نازل ہو جس کو دل محسوس کرلیں۔" (صفحہ ۶۸، ۶۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ معیار ایسا واضح ہے کہ اگر کوئی شخص واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے دعویٰ ماموریت میں صادق خیال نہیں کرتا۔ تو اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ یہ طریق اختیار کرے۔ آجکل دنیا میں نہایت کثرت سے اخبار نکلتے ہیں۔ اور یہاں تو صرف تین اخبارات میں مشتہر کرانے کے لئے کہا گیا ہے جو کوئی مشکل امر نہیں۔ پس وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کو افترا قرار دیتے ہیں۔ وہ اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی صداقت کا امتحان کر لیں۔ منہ کی لاف وگزاف سے کوئی شخص سچا ثابت نہیں ہو سکتا۔ صادق وہ ہے۔ جس کے صدق پر خدا تعالیٰ کی تائید گواہ ہو۔ اور کاذب وہ ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کا فعل کاذب ثابت کرے۔ پس اگر کوئی مخالف اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت جانچنا چاہے تو اس کے لئے اب بھی راستہ کھلا ہے۔ وہ آئے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ دیکھے۔ مگر ہمارا تجربہ بتاتا ہے کہ مخالفت کا طوفان برپا کرنے والوں میں سے کوئی تیار نہیں ہو گا۔ جو اس قسم کی مؤکد بعذاب حلف اٹھائے۔ کیونکہ ان کی فطرت یہ محسوس کرتی ہے۔ کہ یہ موت کا پیالہ اگر انہوں نے منہ کو لگایا۔ تو پھر بچنا محال ہو گا۔ لیکن بہر حال مخالف اس امر کے لئے خواہ تیار ہوں یا نہ ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت ثابت کرنے کا ایک واضح طریق پیش فرما دیا ہے۔ جو چاہے اب بھی آئے اور آزمائے +

(اقبال خانم اہلیہ چوہدری بشیر احمد خان عزیز۔ ٹنڈو محمد خان سندھ)

حفظان صحت

ٹائیفائڈ فیور

یہ بخار اب اس قدر عام ہے کہ ملیریا کے بعد اس کا نمبر سب بخاروں سے اول ہو گیا ہے۔ اگرچہ اس بخار کے لئے کسی خاص عمر کی قید نہیں۔ لیکن اکثر اس کا حملہ ایک برس سے زیادہ عمر کے بچوں پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد بچے ماں کے دودھ کے علاوہ اور چیزیں بھی کھانی شروع کر دیتے ہیں۔ بعض وقت ایک برس کی عمر سے کم بچوں کو بھی ہو جاتا ہے۔ بالخصوص اُن بچوں کو جو شروع سے ہی ماں کے دودھ سے محروم رہتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسرا دودھ پینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بخار کا سبب ایک قسم کے جراثیم ہوتے ہیں۔ جو کھانے اور پینے کی چیزوں کے ساتھ انسانی معدے میں چلے جاتے ہیں۔ یہ جراثیم مکھیوں، گرد، کنوئیں، تالاب یا ڈھاب کے پانی کے ذریعہ ہماری خوراک میں پہنچ جاتے ہیں۔ وہ سبزیاں یا پھل جو ڈھاب کے پانی میں دھوئے جائیں بازار کی پکی ہوئی مٹھائی پکوڑے وغیرہ جن پر مکھیاں بیٹھی ہوں یا گرد پڑی ہو۔ ایسی چیزوں کے کھانے سے اس مرض کے پیدا ہونے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ آئس کریم میں یہ جراثیم کافی عرصہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ اس لئے ایسی آئس کریم جو مشتبہ دودھ یا پانی سے بنائی گئی ہو بہت خطرناک ہوتی ہے۔ چار برس سے بارہ برس کی عمر کے بچے جو والدین سے پیسے لے کر بازار میں فضول چیزیں کھاتے پھرتے ہیں۔ وہ اس بیماری کا زیادہ شکار

84
Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتے ہیں ٭

علامات

مریض کو بخار چڑھنے سے ایک دو روز پہلے سر میں درد اور طبیعت میں کسل وغیرہ ہوتا ہے۔ پھر بخار ہوجاتا ہے۔ جو شام کو زیادہ اور صبح کو کم ہوجاتا ہے۔ دو چار روز اسی طرح رہتا ہے۔ اور ہر روز شام یا رات کا بخار گذشتہ روز سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۰۴ یا ۱۰۵ درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ زبان پر سفید دودھ کی ملائی کی طرح تہ جمی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن کنارے سرخ ہوتے ہیں۔ پیٹ میں کم وبیش نفخ ہوتا ہے۔ اکثر دست لگ جاتے ہیں۔ جو زرد رنگ کے اور عفونت دار ہوتے ہیں۔ بھوک کم ہوجاتی ہے۔ پیاس بڑھ جاتی ہے۔ بعض مریضوں کو دوسرے ہفتے میں ہذیان ہوجاتا ہے۔ یعنی مریض بڑبڑاتا ہے۔ بعض وقت یہ بیہوشی یہانتک زیادہ ہوجاتی ہے۔ کہ پاخانہ پیشاب بھی بستر پر نکل جاتا ہے۔ مریض کی نبض بخار کی نسبت سے رفتار میں کم رہتی ہے۔ تیسرے ہفتے میں آنتوں میں زخم پڑجاتے ہیں۔ بعض وقت کوئی خون کی رگ پھٹ جانے سے ان آنتوں کے زخموں سے خون جاری ہوجاتا ہے جو پاخانہ میں کالے رنگ کا ہوکر آتا ہے۔ یا بہت زیادہ ہونے کی حالت میں سُرخ بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات زخم اتنا گہرا ہوتا ہے۔ کہ آنت پھٹ جاتی ہے۔ ایسی حالت میں نبض تیز ہوجاتی ہے۔ مریض کی حالت فوراً خراب ہوجاتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد پیٹ پھول جاتا ہے۔ ایسا مریض ایک دو روز میں ہی مرجاتا ہے۔ عام طور پر یہ بخار تین ہفتے سے کچھ زیادہ رہتا ہے۔ بعض وقت دس بارہ یا پندرہ دن میں بھی اتر جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایک یا دو مہینے میں جاتا ہے۔ دوسرے ہفتے میں مریض کے بدن پر خاص کر سینے کے سامنے حصّہ پر باریک باریک سفید دانے نکل آتے ہیں۔ جسکو تورکی کہتے ہیں۔ تین یا چار ہفتے کے بعد بخار کم ہونا شروع ہوتا ہے۔ صبح کو کم ہوجاتا ہے۔ لیکن شام کو تیز ہوجاتا ہے۔ یہ حالت چار پانچ روز تک رہتی ہے۔ پھر بخار اتر جاتا ہے اور مریض صحت یاب ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ یہ بخار اتر کر پھر چڑھ جاتا ہے۔ یعنی (Relapse) ریلپس ہوجاتا ہے۔ اور یہ تمام کورس اُسی طرح چلتا ہے۔ بعض دفعہ دو یا تین ریلپس بھی ہوتے ہیں ٭

حفظِ ماتقدم

چونکہ یہ مرض چھوت دار ہے۔ اور کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعہ پھیلتا ہے۔ اس لئے کھانے پینے کی احتیاط چاہیئے۔ بازار سے ایسی چیزیں لیکر نہ کھائیں۔ جنپر گرد وغبار یا مکھیاں بیٹھی ہوں۔ وہ سبزی ترکاریاں جو گندے پانی سے دھوئی گئی ہوں۔ بغیر دھونے اور گھر میں پکانے کے نہیں کھانی چاہئیں۔ اسی طرح گاجر مولی یا کچے پھل یا ایسے پھل جو پک کر سڑنے کے قریب پہنچ گئے ہوں۔ انکا کھانا مضر ہے۔ بازار کی ملائی کی برف، قلفی وغیرہ کا کھانا بھی خاص طور پر مضر ہے ٭

بیمار کا پیشاب پاخانہ خاص طور پر خطرناک ہوتا ہے۔ جسے ڈھکنے دار برتن میں رکھنا چاہیئے۔ پھر اس میں فینائل لوشن ڈال کر بند کردینا چاہیئے۔ مریض کے کھانے پینے کے برتن الگ ہوں۔ ان کو دن بھر میں کم از کم ایک دفعہ ضرور ابال کر دھولینا چاہیئے۔ ہر طرح کے گند اور مکھیوں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچنا چاہیئے۔ایک شخص ظاہر میں بالکل تندرست ہو۔لیکن ممکن ہے۔اسکے پاخانہ میں ٹائیفائڈ کے جراثیم ہوں۔اسلئے کوئی شخص پاخانہ پیشاب گلیوں میں نہ کرے یا ایسی جگہ نہ کرے جہاں مکھیاں اسپر بیٹھکر اردگرد کے گھروں میں کھانے پر جا بیٹھیں۔

اس مرض سے بچنے کیواسطے ایک ٹیکہ ہے جو حفظ ماتقدم کے طور پر ضرور لگوانا چاہیئے۔ٹیکہ کا اثر چھ ماہ سے لیکر ایک سال تک رہتا ہے۔وہ شخص جسکو ایک دفعہ ٹائیفائڈ ہو چکا ہو۔اسکو دوبارہ ہونے کا زیادہ احتمال ہوتا ہے۔لہذا ایسے شخص کو یہ ٹیکہ ضرور لگوالینا چاہیئے۔

علاج

اس مرض کا کوئی خاص علاج نہیں لیکن چونکہ یہ مرض بہت لمبا ہوتا ہے۔اور تیز بخار کیوجہ سے بدن کی طاقت زائل ہوتی جاتی ہے۔اسلئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل ضروری ہے:۔

۱۔مریض کو چار یا پانچ روز تک عمر کے مطابق کونین پوری مقدار میں دیں۔تاکہ اگر ملیریا ہو تو بخار اتر جائے۔

۲۔مریض جتنا تازہ پانی پئے اتنا ہی اچھا ہے۔

۳۔کم از کم ایک دفعہ مریض کو تازہ پانی میں تولیہ بھگو کر سر سے پاؤں تک پونچھ دیں۔

۴۔مریض کا منہ (اندر سے) اور اس کی زبان دن میں کم از کم دو۲ دفعہ صاف کریں۔

۵۔قبض ہونے کی صورت میں رات کو $\frac{1}{2}$ گرین کیلومل اور صبح کو ایک ڈرام (ایک چائے کا چمچہ) کسٹرائل روزانہ دیں۔

۶۔سادہ فیور مکسچر جسمیں میگنیشیا شامل نہ ہو سب سے اچھی دوائی ہے۔

۷۔مریض کا کمرہ صاف اور ہوادار ہو۔بستر بھی صاف ہو۔اس میں سلوٹ وغیرہ نہ ہوں۔تاکہ بیٹھ نہ لگ جائے۔

۸۔اگر ہذیان وغیرہ ہو۔تو سر پر ٹھنڈے پانی میں تولیہ بھگو کر یا برف کی تھیلی رکھیں۔

خوراک

اس مرض میں خوراک کا معاملہ نہایت اہم ہوتا ہے۔چونکہ آنتوں میں زخم اور سوزش ہو جاتی ہے۔اسلئے ایسی خوراک دینی پڑتی ہے جو آنتوں میں خراش پیدا نہ کرے۔کیونکہ بخار تیز اور لمبے عرصے تک رہتا ہے۔یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ بیمار کافی مقدار خوراک لے لے۔سب سے اچھی خوراک دودھ ہے۔بشرطیکہ ہضم ہو جائے۔اگر پیٹ میں نفخ ہو یا دست ہوں تو خالی دودھ دینا مناسب نہیں۔ایسی صورت میں یا تو جوش دے کر اور ٹھنڈا کر کے سوڈا واٹر (کھاری بوتل) کیساتھ ملا کر دیں یا دودھ پھاڑ کر اس کا پانی دیں۔دودھ پھاڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک سیر دودھ کو جوش دیں۔اور جوش کھاتے ہوئے دودھ میں ایک لیموں نچوڑ دیں یا ایک چمچہ سرکہ ڈالدیں دودھ پھٹ جائیگا۔پھر اسکو صاف دھوئے ہوئے کپڑے میں سے کسی چینی کے برتن میں نچوڑ کر چھان لیں یہ چھنا ہوا پانی بیمار کو دیں۔چاولوں کی پیچ، شہد اور پانی ملا ہوا بھی اچھی خوراک ہے۔اسی طرح گیہوں کو بھون کر پیس لیں اور اس کا دلیہ مریض کو دیں ساگودانہ بھی مفید ہے۔اگر ہضم ہو سکیں تو نہایت نرم گلے ہوئے چاول بھی اچھے ہیں۔پیٹ کے درد، نفخ اور اسہال کا خاص خیال رکھیں۔اگر خدانخواستہ پاخانہ کے راستے خون آئے تو فوراً ڈاکٹر کو بلا کر اسکی رائے لیں۔اور کھلانے کو سوائے تازہ پانی کے کچھ نہ دیں۔تازہ موسمی پھلوں کا رس بھی ضرور دیں اسکے لئے انگور، نارنگی، مالٹا وغیرہ کا رس نہایت مفید ہے۔بخار اترنے کے بعد کم از کم دس دن تک ایسا ہی پرہیز رکھیں جیسا کہ بخار کیوقت میں تھا۔اس کے بعد "" رفتہ رفتہ مریض کو معمولی خوراک پر لائیں۔

(خاکسار عزیزہ راشدہ بنت خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب قادیان)

بزمِ مصباح

(۱)

جیساکہ مصباحی بہنوں کو معلوم ہے۔ محترمہ محمودہ ثروت صاحبہ مصباح سوسائٹی کی سکرٹری تھیں۔ مگر چونکہ اب وہ سندھ جارہی ہیں۔ اس لئے نیا انتخاب کیا گیا ہے جس کے مطابق محترمہ نصیرہ نزہت صاحبہ کو سکرٹری۔ اور خاکسار کو اسسٹنٹ سکرٹری بنایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سوسائٹی نے بالاتفاق یہ ریزولیوشن پاس کیا۔ کہ سابق سکرٹری صاحبہ نے گذشتہ عرصہ میں جس محنت سے کام کیا وہ سوسائٹی کی ممبرات کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہم اُمّید کرتی ہیں کہ نئی سکرٹری صاحبہ بھی پوری محنت سے کام کرینگی ؏

(سیّدہ بشریٰ بیگم درجہ ثانیہ)

(۲)

ا۔ میں عرصہ قریباً چار سال سے بیمار ہوں۔ بہنیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کامل وعاجل عطا فرمائے ؏

(خاکسار ص، ب اہلیہ سیّد ظہور احمد شاہ صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ملیکے تارو)

ب۔ میری سہیلی نعیمہ بیگم صاحبہ کچھ عرصہ سے متواتر بیمار چلی آتی ہیں۔ بہنوں سے درخواستِ دُعا ہے ؏

ج۔ ہمشیرہ مجیدہ بیگم و منظور فاطمہ نے اس سال ایف، اے کا امتحان دیا ہے۔ انکی کامیابی کیلئے دعا کیجائے ؏

د۔ سابقہ دینیات کلاس درجہ ثالثہ کا امتحان ۱۸ مئی کو ہوگا۔ طالبات کے لئے دُعا کی درخواست ہے ؏ (نصیرہ نزہت)

ہ۔ میرے بھائی مرزا عبدالرحمٰن صاحب نے طبّی تعلیم کے سلسلہ میں آخری سال کا امتحان دیا ہے۔ دُعا کی جائے۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے ؏ (سلیمہ بیگم)

و۔ میری خالہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے اس سال جے۔ وی کا امتحان دیا ہے۔ بہنیں ان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں ؏

(امتہ اللطیف درجہ ثالثہ)

ز۔ میری ماموں زاد بہن بشریٰ بیگم سخت بیمار ہے دُعائے صحت کی جائے ؏ (محمودہ درجہ ثالثہ)

(۳)

اگر کسی بہن کو علم ہو کہ سیاہ کپڑے پر پھول وغیرہ کس طرح ٹریس کیا جاسکتا ہے تو مطلع فرمائیں ؏ (امتہ اللہ درجہ ثالثہ)

(۴)

اگر کسی بہن کے پاس کوئی عمدہ سادہ سوتی کا پھول میزپوش کے درمیان میں ڈالنے والا ہو۔ تو بذریعہ ڈاک سکرٹری صاحبہ مصباح سوسائٹی کو ارسال فرمائیں ؏ (ایک ضرورتمند)

(۵)

میرے بھائی محمد اسحٰق خان نے امسال آٹھویں جماعت کا امتحان دیا تھا بظاہر پاس ہونے کی امید نہ تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھے نمبروں پر پاس ہوگیا ہے۔ مصباحی بہنیں دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے مزید ترقیات عطا فرمائے ؏ (مطلوبہ خاتون زہرہ آف میرٹھ قادیان)

(۶)

ا۔ سیّدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعانت مصباح کے سلسلہ میں پانچ روپے ارسال فرمائے ہیں اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا ہے کہ ان روپوں سے دو مستحقین کے نام مصباح جاری کر دیا جائے۔ سو ایک پرچہ تو جاری کر دیا گیا ہے اور ایک ابھی رہتا ہے۔ اگر کوئی نادار بہن مصباح کے مطالعہ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شوق رکھتی ہوں۔ تو وہ اپنی درخواست دفتر مصباح میں ارسال فرمائیں۔ تاکہ انکے نام مصباح جاری کر دیا جائے ؏

ب۔ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ بنت جناب شیخ عبد الحمید صاحب آڈیٹر لاہور نے اپنی بھتیجی تولد ہونے کی خوشی میں ڈیڑھ روپیہ کی رقم ارسال کی ہے۔ جس سے ایک بہن کے نام اخبار جاری کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے ؏ (مینجر)

(۷)

لجنہ اماء اللہ جہلم نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کے زیر ہدایت جلسہ تحریک جدید بمورخہ ۵ مئی بروز اتوار مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرمہ پریذیڈنٹ صاحبہ منعقد کیا۔ جسمیں تحریک جدید کے مطالبات متعلقہ مستورات مختلف بہنوں نے بیان کئے۔ (سعیدہ بیگم سکرٹری تبلیغ)

کیل۔ چھائیوں۔ بدنما داغوں۔ خارش۔ اگزیمہ اور
جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج
بیوٹرین رجسٹرڈ
قیمت پندرہ آنہ
گورنمنٹ کے کیمیکل اگزیمنر کی ٹیسٹ کی ہوئی ہے
تمام ڈاکٹر اس کے استعمال کی سفارش کرتے ہیں
تمام ہندوستان کے کیمسٹ وجنرل مرچنٹ بیچتے ہیں
تیار کرنیوالے:۔ کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی بمبئے اور کلکتہ
وی پی کا پتہ:۔ اے جہانگیر جی بیوٹرین ڈسٹ ایجنٹ جالندھر شہر
سول ایجنٹ برائے قادیان سلطان برادرس احمدی جنرل مرچنٹ۔

مشہور دائی مائی بیگم کے پچاس سالہ تجربہ کا نچوڑ
مصورین رجسٹرڈ
یعنی
اکسیر سیلان الرحم

یہ اکسیری دوا عورتوں کی عام جسمانی صحت کو ٹھیک کرنے کے علاوہ اُن کی بہت سی شکائتوں کو رفع کر دیتی ہے مثلاً سیلان الرحم جریان الرحم لیکوریا یعنی سفید یا زرد رطوبت کا خارج ہونا جس کی وجہ سے عورتیں بہت کمزور ہو جاتی ہیں۔ کمر میں درد رہتا ہے۔ اور آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے۔ کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ ان کے لئے یہ دوا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ اور صرف دو ہفتہ دوا کا استعمال اس نامراد بیماری کو جڑھ سے اکھاڑ کر ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیتی ہے۔

ہمارا دعوے ہے کہ اگر ہر ایک بچہ پیدا ہونے کے بعد اس دوا کو دو ہفتہ تک استعمال کرے تو اس کی تمام خرابیاں جو کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد عموماً ہو جایا کرتی ہیں رفع ہو جاتی ہیں آمد دوشیزگی کی مکمل کیفیت اسی دوا سے پیدا ہو جاتی ہے۔ اندرونی کیفیت میں بالکل نیا تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ خدا کی قدرت ہے دوا میں عجیب تاثیر دکھائی ہے۔ زیادہ تعریف مانع اخلاق ہے۔ عقلمند را اشارہ کافی است۔ ایام حمل میں جنین کی محافظ اور خون کو بند کرتی ہے۔

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا۔ قیمت پندرہ دن کی دوائی صرف دو روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

نوٹ:۔ عورتوں کی تمام پوشیدہ امراض کا علاج مفصل حالات آنے پر نہایت غور سے کیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں صرف عورتیں ہی خط و کتابت کریں۔ جو کہ بالکل پوشیدہ رکھی جاتی ہے۔

جواب کے لئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے ؏

دوائی ملنے اور خط و کتابت کا پتہ

مشہور دائی مائی بیگم جالندھر شہر (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنعامی معمّہ

اوپر سے نیچے

۱- اس کا کام ہدایت و رہنمائی کرنا ہے۔
۲- کسی سن کے مہینے کا نام ہے۔
۳- پرانی دنیا کے وسط میں ایک مشہور جزیرہ ہے
۴- کوئی بات دریافت کرتے وقت استعمال ہوتا ہے
۵- فردوسی کے تخیل کا مشہور ہیرو ہے
۶- اگر یہ قابو میں رہے تو دنیا میں امن قائم ہو جائے
۱۷- یاد کے معنی دیتا ہے۔
۱۸- لفظ مُت کا مقابل ہے۔
۱۹- بمعنی "بہت اچھا" یا "ہاں"
۲۰- دوست
۱۱- ملک کے امن کا ذریعہ ہے۔
۱۲- ایک مشہور و معروف ہستی کا نام ہے۔
۱۳- سلسلہ کے ایک ہونہار مبلغ ہیں۔

۱۲ ا	۱۱ ج	■	۱۷ ح	ا	۱۴ ب	۲ ص	۱ م
ح	ی	۱۹ ص	۱۳ ق	■	ت	ف	۲۱ ہ
ح	ل	ا	۱۵ ط	۶ ز	ا	ر	۴ د
د	■	د	■	ب	■	■	ی
■	■	■	۱۸ ن	ا	۵ ر	۳ ق	■
۱۳ ش	■	۲۰ ی	ت	ن	س	۷ ب	■
م	د	۱۹ ا	■	■	ت	ر	۸ پ
س	■	ر	د	ن	م	۱۰ س	■

دائیں سے بائیں

۱- ہمارا عزیز رسالہ۔
۱۱- پرے ہٹانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے
۲۱- اس کو ایک ہزار سے ضرب دینے پر دنیا کی عمر سالوں میں نکل آتی ہے۔
۱۳- یہ کلام اللہ کی ایک صفت ہے۔
۴- ایک قسم کا لباس ہے۔
۱۵- الف آم ب بلی والے قاعدے میں ہے۔
۳- شہد بیست آسمانی از وحیِ حق چکیدہ۔
۷- اہل ہنود شروع بہار میں اس رنگ کو بہت پسند کرتے ہیں۔
۸- بمعنی ورق یا تہ
۹- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ایک نبی کا نام ہے
۱۰- ویل مچھلی کا مسکن

خاکسارہ ص۔ ب اہلیہ سید ظہور احمد شاہ صاحب
ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن ملیکے تارو۔

شرائط:- (۱) اس معمہ کے حل میں صرف مصباح کی وہ خریدار بہنیں شریک ہو سکتی ہیں جن کے ذمہ کوئی بقایا نہ ہو (۲) تمام حل یکم جون تک ایڈیٹر مصباح کے پاس پہنچ جانے چاہئیں (۳) معمہ کا حل وہی درست ہوگا جو اس حل کے مطابق ہوگا جو ایڈیٹر کے پاس محفوظ ہے (۴) انعام بذریعہ قرعہ اندازی دیا جائیگا۔ جو تین نہایت مفید کتب پر مشتمل ہوگا (۵) حل علیحدہ کاغذ پر نقشے کے مطابق تیار کر کے خانہ پُری کرنے کے بعد بھیجا جائے۔ رسالہ میں سے ورق پھاڑ کر پُر نہ کیا جائے۔ ورنہ شامل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

سہ ماہی رپورٹ مجلس خادمات الاحمدیہ دہلی

چونکہ مجلس خادمات الاحمدیہ کی ممبرات کا کثیر حصہ سکول کی لڑکیوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے امتحانات کی وجہ سے جنوری و فروری میں ہفتہ وار اجلاس بند کر دیئے تھے۔ لیکن امتحانات کے ختم ہوتے ہی پھر خادمات نے اپنا کام شروع کر دیا۔ چنانچہ ماہ مارچ و اپریل کی تبلیغی رپورٹ درج ذیل ہے:-

۳۱ر مارچ زیر صدارت سیدہ امۃ العزیز صاحبہ بر مکان بابو محمد حسین صاحب جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں احمدی و غیر احمدی بہنوں نے شرکت کی۔ شوکت بیگم صاحبہ۔ زکیہ بیگم صاحبہ۔ ساجدہ بیگم صاحبہ اور میں نے مضامین پڑھے۔ بعد ازاں صدر صاحبہ نے اس موضوع پر تقریر کی کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا۔ جلسہ کے اختتام پر بہنوں کی مٹھائی و پھل سے تواضع کی گئی۔ غیر احمدی بہنوں پر بہت اچھا اثر ہوا اور انہوں نے آئندہ جلسوں میں شمولیت کا وعدہ کیا۔ ۲۱ر اپریل کو بر مکان حاجی محمد نصیر صاحب تبلیغی جلسہ ہوا۔ جسمیں محترمہ ساجدہ بیگم صاحبہ۔ محترمہ انور بیگم صاحبہ۔ خاکسار اور سیدہ امۃ العزیز صاحبہ نے مضامین پڑھے اور جلسہ دُعا پر ختم ہوا۔ (سلیمہ بیگم ساجدہ

جالی کا کام

یہ بیل قمیص کے گھیرے اور آستین کے لئے موزون ہے۔ اسے جالی سے بنائیں تو خوبصورت لگے گی۔ پہلے بیل کو ٹریس کر لیں۔ پھر کپڑے کی الٹی طرف سفید جالی کی دو تہیں رکھیں۔ بعدہٗ پھول کے نشانوں پر کچا ٹانکا لگائیں جب جالی صفائی کے ساتھ سل جائے۔ تو اوپر کا کپڑا کاٹ دیں اور پھر کناروں کو بٹن ہول سٹیچ سے خوبصورت کر کے بنا لیں۔ تاگے کا رنگ حسب پسند استعمال کیجئے۔ درمیانی ڈنڈیاں اگر شیڈنا ٹیل سے بنائی جائیں۔ تو زیادہ خوبصورت رہیں گی ؎

(احمدی بیگم زہرہ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)